16

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

27 اپریل تا 3 مئی 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

ہم اور ہمارا دین
چند لمحاتِ فکریہ!

سورۃ الحدید
مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں قرآن حکیم کی عظیم ترین سورت

تعلیمی پسماندگی
اصلاحِ احوال کی ضرورت

عیسائیوں کی باہمی لڑائیاں

آج پھر درد میرے دل......

نفس امارہ

سانحہ نشتر پارک
ایک طویل سازش

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

تفہیم المسائل

عالم اسلام

ایمان کی لذت

"قانونِ الٰہی (اسلام) انسانی کوششوں سے بروئے کار آ کر انسانی نفوس اور انسانی زندگی کی اصلاح کرتا اور اسے سنوارتا ہے۔ ایمان کی حقیقت کسی نفس میں اُس وقت تک جاگزیں ہو ہی نہیں سکتی جب تک وہ اس ایمان کے لیے جدوجہد نہ کرے، جب تک قلب انسانی باطل اور جاہلیت کو بُرا نہ سمجھے اور لوگوں کو اس سے نکالنے کے لیے محنت نہ کرے اور جب تک مؤمن زبان اور عمل سے اسلام کو قوت نہ پہنچائے اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف سر پر کفن باندھ کر نہ نکلے۔ سچا مومن وہی ہے جو اس جہاد میں تکلیفیں اور مصیبتیں سہے اور کامیابی اور ناکامی، ہر صورت میں صبر کرے۔ اس کے بعد اسلام کے راستے پر انتہائی ثابت قدمی سے گامزن ہو جائے اور کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔

اسلام کے راستے میں جب تک محنتیں نہ کی جائیں، تکلیفیں نہ سہی جائیں، نفس کی حالت ٹھیک نہیں رہ سکتی بلکہ نفس میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، روح گندی ہو جاتی ہے اور ساری حیاتِ انسانی متعفن ہو کر رہ جاتی ہے اور جب تک مومن، ایمان کی خاطر جہاد نہیں کرتا، اس پر حقیقتِ ایمانی منکشف نہیں ہوتی، اسے لذتِ ایمانی کا شعور ہی حاصل نہیں ہوتا اور بغیر جہاد کے اسلام اس کی عادات و تصوّرات اور اس کی طبیعت میں رچتا بستا ہی نہیں ہے۔

سید قطب شہیدؒ

الھدیٰ (230)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء

(آیات 129-130)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾﴾

''اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکو گے۔ تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر میں لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں موافقت کرلو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے اور) ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کر دے گا اور اللہ بڑی کشائش والا اور حکمت والا ہے۔''

پہلے آیت گزر چکی ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً یعنی ''اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (اپنی دو تین یا چار بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک بیوی پر ہی اکتفاء کرو اور دوسری شادی مت کرو۔ ہاں! اگر تمہیں اپنے اوپر اعتماد ہے کہ عدل کرلو گے تو پھر دوسری شادی کرلو۔

بیویوں میں عدل کا معاملہ گنتی اور ناپ تول کی طرح کا نہیں کہ عدل کرنا آسان ہو۔ اس میں تو قلبی میلان بھی ہے جو انسان کے اختیار میں نہیں۔ حضور ﷺ تمام ازواج کے ساتھ یکساں سلوک کرتے تھے۔ شب باشی کے لیے باری مقرر تھی۔ عصر اور مغرب کے درمیان گھروں کا چکر لگاتے تو تھوڑی تھوڑی دیر ہر بیوی کے ہاں ٹھہرتے۔ پھر بھی اگر کبھی کسی ایک کے ہاں زیادہ دیر رکتے تو دوسری ازواج کے لیے قابل برداشت نہ ہوتا۔ اگرچہ ازواج مطہرات کے آپس کے تعلقات بہت اچھے تھے، تاہم بشری تقاضا تو وہاں بھی تھا۔ سوکناپے کا کچھ نہ کچھ اثر تو تھا ہی۔ یہ عورت کی فطرت ہے جس پر اُسے اختیار نہیں۔

یہاں فرمایا گیا کہ تمہارے لیے ممکن نہیں ہے کہ تم عورتوں کے مابین انصاف کر سکو اور یہ بات قلبی میلان کے اعتبار سے ہے۔ حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! اپنی ازواج کے ساتھ میں نے ممکن حد تک پورا پورا عدل کیا ہے، مگر جہاں تک میرے دل کے میلان کا تعلق ہے امید ہے کہ تو اس کا مجھ سے مواخذہ نہیں کرے گا۔ اللہ نے واضح فرما دیا کہ اے لوگو! تم عورتوں کے درمیان چاہو بھی تو ہر چھوٹے چھوٹے معاملے میں عدل نہیں کر سکتے۔ خاص طور پر اپنے میلان قلبی پر تم اختیار ہی نہیں رکھتے۔ البتہ اتنا تو ضرور کرو کہ کسی ایک کی طرف پورے کے پورے تو نہ جھک جاؤ کہ دوسری بیوی بالکل معلق ہو کر رہ جائے اور عملاً صورت یہ ہو کہ وہ شوہر والی رہے اور نہ آزاد۔ یہ بات یاد رکھو کہ اگر تم اصلاح کرلو اور تقویٰ کی روشنی اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق تو تمہیں ضروری عدل کرنا چاہیے، اس کے باوجود بھی قلبی میلان کے حوالے سے کوئی کمی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھو۔ وہ معاف کرنے والا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے، لیکن حالات کے تحت اس کی اجازت ہے۔ طلاق کو اس حد تک قابل نفرت سمجھنا کہ ناموافقت، لڑائی جھگڑا اور سخت کشیدگی کے باوجود بھی اس سے احتراز کیا جائے تو یہ طرز عمل درست نہیں، بلکہ احمقانہ اور روح شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ناگزیر حالات میں طلاق کا حق استعمال کرنے کی تو ایک طرح سے ترغیب دی گئی ہے۔ طلاق سے مکمل طور پر اجتناب ہندوؤں کا طریقہ ہے یا پھر عیسائیوں کا جن کے ہاں طلاق حرام ہے۔ اسلام میں طلاق صرف اس صورت میں ناپسندیدہ ہے جب مرد بلاوجہ طلاق دے کر عورت کے لیے ایسی سنگین صورت حال پیدا کر دے کہ اُس کی باقی زندگی تلخ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ جب مرد اپنے اختیار کا ناجائز اور غلط استعمال کرے گا تو اس کے لیے وہ جواب دہ ہوگا۔ اور اگر میاں بیوی میں جدائی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنی کشادگی سے غنی کر دے گا۔ ہو سکتا ہے اس عورت کو کوئی بہتر رشتہ مل جائے جو اس کے مزاج کے ساتھ موافقت رکھتا ہو اور اس شوہر کو بھی اللہ تعالیٰ کوئی بہتر بیوی دے دے جس کا رویہ سکون اور اطمینان کا باعث ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے۔ اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے۔

فرمان نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

حیا کی حقیقت

عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَ خُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) (مشکوۃ باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہر دین کے لیے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔''

تشریح: حیا ہی وہ خوبی ہے جو انسانوں کو معراجِ انسانیت پر لا کھڑا کرتی ہے اور اسی سے وہ اشرف المخلوقات کہلانے کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ اسی وصف سے انسان اور حیوان میں فرق نمایاں ہوتا ہے اور اسی سے آداب و اخلاق نکھرتے اور سنورتے ہیں۔ اسی وصف سے انسانوں میں تہذیب و شائستگی پروان چڑھتی ہے نیکی اور سچائی کا چمن شاداب ہوتا ہے، شرافت و امانت کے پھول کھلتے ہیں۔ مروت و احسان کے ثمر لگتے ہیں۔ حیا انسان کی فطری خوبی ہے جو رب کائنات نے اسے عطا کی ہے۔

تنظیمِ اسلامی حلقہ سندھ زیریں
حق اسکوائر عقب اشفاق میموریل ہسپتال
پلاٹ C-13 یونیورسٹی روڈ گلشن اقبال کراچی
sind@tanzeem.org 4933484-5

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
حافظ عاکف سعید

ہم اور ہمارا دین ـــ چند لمحاتِ فکریہ!

☆ کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ اللہ ربّ العزت نے نبی آخر الزمان رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے ہمیں دین و شریعت جیسی عظیم نعمت ہمیں عطا کی تا کہ ہم اللہ کے دین کو قائم اور اس کی شریعت کو نافذ کریں ـــــ تا کہ اس عادلانہ نظام کی برکات وثمرات سے پوری نوع انسانی بہرہ مند ہو سکے ـــــ کیا ہمیں اپنی اس اہم دینی ذمہ داری کی ادائیگی کی کچھ فکر بھی ہے؟

☆ ربّ العزت کی دھرتی پر آج طاغوتی اور ابلیسی نظام رائج ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے عطا کردہ نظامِ عدلِ اجتماعی کو قدموں تلے روندا جا رہا ہے ـــ کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے وفاداری کا تقاضا نہیں ہے کہ ہم اس طاغوتی نظام کے خلاف علَمِ بغاوت بلند کریں اور اسے جڑ سے اکھاڑ کر اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں؟

☆ ہم مسلمانانِ پاکستان' اللہ کے فضل وکرم سے صاحبِ ایمان ہیں۔ ہم اللہ پر' اس کے رسولؐ پر' اس کی کتاب پر اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ ﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی ''اے مسلمانو! تم ہی غالب و سربلند رہو گے اگر تم صاحب ایمان و یقین ہوئے!'' تو کیا وجہ ہے کہ ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہیں اور ہماری کمزوری اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ آج ہم امریکہ کے غلام اور محکوم بن چکے ہیں؟ کیا اس کا سبب یہی نہیں کہ آج ہم ایمان کی حقیقت سے نا آشنا اور اس کے عملی تقاضوں سے غافل ہیں' یعنی اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کی ذمہ داری سے گریزاں ہیں؟

☆ ہم سب مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ کا یہ دین جسے نظامِ مصطفیٰ ﷺ بھی کہا جاتا ہے' دنیا کا اعلیٰ ترین نظام ہے جو سماجی' معاشی اور سیاسی ہر سطح پر کاملِ عدل و انصاف کا ضامن ہے۔ اس نظام کی برکت سے عام خوشحالی آتی ہے' لوگوں کو ان کے تمام حقوق میسر آتے ہیں' تعلیم' علاج اور انصاف کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔ اس کی درخشاں مثال دورِ خلافتِ راشدہ ہے جو انسانی تاریخ کا سہانا ترین دَور تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس بہترین دین کو غالب اور نظامِ خلافت کو قائم کرنے کی بجائے بدترین استحصالی اور طاغوتی نظام کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں؟ کیا اس بہترین نظام کی برکات اور عدل و انصاف سے خود کو اور پوری دنیا کو محروم کر کے ہم اللہ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب نہیں بن رہے؟ ـــ کیا یہ اللہ کی عظیم نعمت کی ناقدری اور کفرانِ نعمت نہیں ہے جس کی سزا آج ہم بھگت رہے ہیں؟

☆ سورۃ المائدۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایت یعنی دین و شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی تو ہیں جو کافر ہیں ...... اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایت یعنی دین و شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی تو ہیں جو ظالم ہیں ...... اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایت یعنی دین و شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی تو ہیں جو فاسق ہیں۔'' غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ہمارے ملک میں تمام ریاستی امور اللہ کے دین کے مطابق طے پاتے ہیں اور کیا ہماری عدالتوں میں سب فیصلے آج اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہو رہے ہیں؟ اگر نہیں' اور یقیناً نہیں' تو پھر کیا ہم مسلمانانِ پاکستان اللہ کی نگاہ میں ایک اعتبار سے کافر' ظالم اور فاسق نہیں ٹھہرتے؟ ایسی حالت میں اللہ کی رحمت کے مستحق کیونکر بن سکتے ہیں؟

سیدھی سی بات یہ ہے کہ دنیا میں ہماری ذلت و رسوائی اور زوال و پستی کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کو نظر انداز کر کے باطل نظام کی بالادستی کو ذہنی و عملی طور پر قبول کر لیا ہے۔ ذاتی زندگی میں بھی ہم اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے کوسوں دور ہیں' ہم مغربی تہذیب (باقی صفحہ 19 پر)

''تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر''

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — 27 اپریل تا 3 مئی 2006ء — شمارہ 16
28 ربیع الاوّل تا 4 ربیع الثانی

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرونِ پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سید قاسم محمود

بیسویں غزل

(بالِ جبریل، حصّہ دوم)

عقل گو آستاں سے دور نہیں — اس کی تقدیر میں حضور نہیں
دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور، دل کا نور نہیں
علم میں بھی سرور ہے لیکن — یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں
کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں — ایک بھی صاحبِ سرور نہیں
اک جنوں ہے کہ باشعور بھی ہے — اک جنوں ہے کہ باشعور نہیں
ناصبوری ہے زندگی دل کی — آہ! وہ دل کہ ناصبور نہیں!
بے حضوری ہے تیری موت کا راز — زندہ ہو تو تو بے حضور نہیں
ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا — تو ہی آمادۂ ظہور نہیں
اَرِنی میں بھی کہہ رہا ہوں مگر — یہ حدیثِ کلیمؑ و طور نہیں!

1- یہ غزل بہ حیثیتِ مجموعی کسی مجرد خیال کی مظہر نہیں بلکہ سادہ سے اشعار ہیں جن کی تفہیم و تشریح مشکل نہیں۔ پہلے شعر کا مضمون وہی ہے جس کو اقبال نے ہر تصنیف میں بیان کیا ہے کہ عقل اللہ کی ہستی پر دلائل قائم کر کے ہمارے دل میں ظن غالب پیدا کر دیتی ہے کہ اِس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے' لیکن عقل اُس کی ذات کا یقین پیدا نہیں کر سکتی۔ محبوب کا آستانہ ایک عاشق اپنے عقل وشعور کی بنیاد پر پا تو سکتا ہے' لیکن ضروری نہیں کہ اُس کی عقل شرف باریابی بھی حاصل کر سکے۔ مراد یہ ہے کہ عشق تو ایک والہانہ جذبے کا نام ہے' جبکہ عقل کا مسلک استدلال ہے۔ یہی تضاد عقل اور عشق کے مابین حائل ہے۔

2- چونکہ آنکھ صرف مظاہر کو دیکھ سکتی ہے' اس لیے اقبال یہ مشورہ دیتے ہیں کہ دلِ بینا بھی خدا سے طلب کرو' تاکہ حقائق کا ادراک ہو سکے۔ اقبال کی رائے میں اشیاء ومظاہر کی حقیقت دیکھنے کا آلہ آنکھ (حواسِ خمسہ) نہیں ہے' بلکہ دل ہے۔ لازم ہے کہ اللہ سے وہ بصیرت بھی طلب کی جائے جس سے دل روشن ہو سکتا ہے' اس لیے کہ صرف بصارت کافی نہیں۔ دل ہی روشن نہ ہو تو محض آنکھ کی روشنی کافی نہیں۔ بصارت اور بصیرت دونوں کے بغیر انسان کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

3- پچھلے شعر میں اقبال نے دل اور آنکھ کے مابین فرق کا ذکر کیا تھا' جبکہ اِس شعر میں وہ علم اور دل کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں' علم سے بھی انسان کو سرور حاصل ہوتا ہے' لیکن یہ سرور محض عقل کے دائرے میں محدود ہوتا ہے' جسے ذہنی مسرت کہتے ہیں۔ اس لیے انسان میں سرمستی کی کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی' لیکن جو سرور عشق سے پیدا ہوتا ہے' جو پوری شخصیت کو محیط ہوتا ہے' اور اس کی بدولت رگ وپے میں مستی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے' یعنی عشق کا سرور جذبات اور احساسات کی دنیا میں بھی ہنگامہ برپا کر دیتا ہے' اور یہی وجہ ہے کہ عالم فاضل سربکف ہو کر میدانِ جہاد میں نہیں جا سکتا۔ یہ کام صرف عاشق ہی کر سکتا ہے۔

4- افسوس صد افسوس' ایک بھی عاشق اِس زمانے میں موجود نہیں' جو ذوق وشوق کا مالک ہو اور عشقِ حقیقی کا سرور رکھتا ہو۔

5- ایک جنون تو ایسا ہے جس میں ہوش وحواس قائم رہتے ہیں' جبکہ ایک جنون ایسا ہوتا ہے جس میں انسان ہوش وحواس اور عقل وشعور سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اقبال کے نزدیک حقیقی وہی ہے جس میں ہوش وحواس قائم رہ سکیں۔ یہی وہ کیفیت ہے جو آدمی کو عشقِ حقیقی تک لے جاتی ہے۔

6- دل میں اضطراب اور تڑپ کی موجودگی ہی دراصل دل کے زندہ ہونے کا ثبوت ہیں' چنانچہ عملاً وہ دل بے حسی کا حامل ہے جس میں اضطراب اور تڑپ موجود نہ ہو۔ دل کی زندگی یہ ہے کہ وہ عشقِ حقیقی میں بے تاب ومضطرب رہے۔ جس دل میں محبوبِ حقیقی سے ملنے کی تڑپ (ناصبوری) نہیں' وہ دل نہیں محض گوشت کا لوتھڑا ہے۔

7- اے مسلماں' اگر تیرا دل مردہ ہے تو سمجھ لے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تو عاشق نہیں ہے۔ اگر تو اللہ سے محبت کا شیوہ اختیار کر لے تو تجھے حضوری حاصل ہو جائے گی اور اِس حضوری سے تیرا دل زندہ ہو جائے گا۔

8- اے مسلمان' قدرت کے نظام کو دیکھ' یہاں ہر شے مرتبۂ کمال کو پہنچ کر اپنے آپ کو ظاہر کر دیتی ہے۔ مثلاً کسی بیج یا دانے کو زمین میں پوشیدہ کر دیا جائے تو وہ کچھ عرصے کے بعد اپنی ترقی یافتہ شکل میں ضرور ظاہر ہو جائے گا' لیکن افسوس کہ انسان' جسے اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے' اپنی مخفی قوتوں کو بروئے کار نہیں لانا چاہتا' یعنی اپنے کمالات کو ظاہر کرنے کے لیے جدوجہد نہیں کرتا۔ جب تک خودی مرتبۂ کمال کو نہ پہنچ جائے' انسان اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ کمال کو پہنچ کر ظہور ونمود کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

9- ''اَرِنِیْ'' کے لغوی معنی ہیں: ''مجھے دکھا''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی: ''اَرِنِیْ'' اے رب' مجھے اپنے آپ کو دِکھا۔ اللہ نے فرمایا: ''لَنْ تَرَانِیْ'' تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا' چونکہ اِس جواب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اشتیاق میں کمی نہ ہو سکی' اِس لیے اللہ نے ازراہِ بندہ نوازی فرمایا' کہ اچھا' ہم اپنی صفت کی تجلی کوہ طور پر فرماتے ہیں' اگر تم صفت کی تجلی کی تاب نہ لا سکے تو ذات کا جلوہ بھی نہ دیکھ سکو گے۔ پس اللہ نے کوہ طور پر اپنی تجلی فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو وہ سمجھے کہ جب انسان اللہ کی صفت کی تجلی کی تاب نہیں لا سکتا' تو اُس کی ذات کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟

اقبال کہتے ہیں کہ دیدار کا طالب تو میں بھی ہوں' لیکن میں ایسی تجلی کا خواہاں نہیں ہوں' جو مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش کر دے' بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میری خودی کو اس درجہ مستحکم کر دے کہ میں اُس کی تجلی کی تاب لا سکوں۔

منبر و محراب

امت مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں قرآن حکیم کی عظیم ترین سورت

سورۃ الحدید

جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن' جناب ڈاکٹر عارف رشید کے 21 اپریل 2006ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ الحدید کی آیات کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

حضرات! آج ہمیں سورۃ الحدید کے حوالے سے گفتگو کرنا ہے۔ جو مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں قرآن حکیم کی عظیم ترین سورۃ ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ زیادہ طویل نہیں ہے بلکہ مختصر ہے۔ اور واقع یہ ہے کہ کوئی شخص اگر چاہے کہ اسے اپنی دینی ذمہ داریاں یاد رہیں تو اسے چاہیے کہ اِس سورۂ مبارکہ کو زبانی یاد کرے اور اپنی نمازوں میں اِس کی آیات کی تلاوت کرے۔

سورۃ الحدید مدنی سورت ہے۔ سورۃ الحدید سے سورۃ التحریم تک دس مدنی سورتوں کا ایک گروپ ہے جس کا آغاز اسی سورت سے ہوتا ہے۔ سورتوں کا یہ گروپ خوبصورت گلدستہ ہے اور ان کا انتہائی حسین پھول سورۃ الحدید ہے۔ ان سورتوں کا زمانہ نزول نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کا نصف آخر ہے اور ان میں خطاب نہ تو مشرکین سے ہے اور نہ منافقین سے' بلکہ اہل ایمان سے ہے' اور اس ضمن میں ایک نمایاں چیز' جو ہمیں ان سورتوں میں ملتی ہے وہ مسلمانوں کو ذرا تنبیہ کرنے اور جھنجھوڑنے کا انداز ہے۔ دوسرے یہ کہ اِن سورتوں میں سابقہ امت مسلمہ کا تذکرہ بطورِ عبرت کیا گیا ہے اور ان کا تذکرہ کر کے گویا مسلمانوں کو بتایا گیا کہ دیکھو گزشتہ اقوام جن گمراہیوں اور سرکشیوں میں مبتلا ہوئی تھیں تم اُن سے بچنا۔

اِس سورۃ (الحدید) کی ابتدائی چھ آیات ذات اور صفات باری تعالیٰ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ ساتویں آیت میں دعوت ایمان ہے:۔ فرمایا:

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَاَنْفَقُوْا لَھُمْ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝﴾

"(تو) اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس (مال) میں اُس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اُس میں سے خرچ کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال) خرچ کرتے رہے ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر تم اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ اور اس کے رسول پر تمہیں یقین قلبی والا ایمان رکھنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز میں تمہیں اختیار عطا فرمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اِس کے بعد دو آیات میں انہی تقاضوں کی تکمیل پر زور دیا گیا ہے۔ ایک آیت میں ترغیب اور تشویق کا انداز ہے اور دوسری میں ترہیب اور زجر کا انداز ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ج وَالرَّسُوْلُ

> **مال و دولت کی محبت اور بہتات کی حرص ہی وہ اصل مرض ہے جس میں مبتلا ہو کر انسان اپنی عاقبت برباد کر ڈالتا ہے**

یَدْعُوْکُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّکُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸ ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۹ وَمَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۰ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ۝۱۱﴾

"اور تم کیسے لوگ ہو کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ (اُس کے) پیغمبر تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ' اور اگر تم کو باور ہو تو وہ تم سے (اس کا) عہد بھی لے چکا ہے۔ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے' اور بے شک اللہ تم پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے۔ جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کیے وہ) برابر نہیں۔ اُن لوگوں کا درجہ اُن لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں (اموال) خرچ کئے اور (کفار سے) جہاد و قتال کیا اور اللہ نے سب سے (ثواب) نیک (کا) وعدہ کیا ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اُن سے واقف ہے۔ کون ہے جو اللہ کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اُس کو اُس سے دُگنا ادا کرے اور اس کے لیے عزت کا صلہ (یعنی جنت) ہے۔"

اگر تم ان دو تقاضوں کو ادا کرتے ہو تو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کر رکھی ہے' جس کا تذکرہ بایں الفاظ فرمایا گیا:

﴿یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ بُشْرٰٮکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝﴾

"جس دن تم مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کے (ایمان) کا نور اُن کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو اُن سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لیے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔"

اور اگر تم ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مرض نفاق کا شکار ہو' ایمان حقیقی سے محروم ہو۔ اور منافقین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ روزِ محشر انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ہوں گے اور مومنین سے سوال کریں گے:

﴿یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ ج ......﴾

"اُس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے

کہیں گے کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔"
مگر ان کو جواب ملے گا:

﴿قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾

"تو اُن سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔"

اور

﴿فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾﴾

"پھر اُن کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ جو اُس کی جانب اندرونی ہے اُس میں تو رحمت ہے اور جو جانب بیرونی ہے اُس طرف عذاب (واذیت)۔"

جب اہل ایمان منافقین کی نگاہوں کے سامنے جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے تو منافقین انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھیں گے اور اُن سے کہیں گے:
﴿يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ......﴾ یعنی "وہ (منافق) مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہیں تھے۔" ہم بھی تمہاری طرح مسلمان تھے۔ ہماری آپس میں رشتہ داریاں اور قرابت داریاں تھیں۔ ہمارا کاروبار مشترک تھا۔ ہم ایک دوسرے کے پڑوسی بھی تھے پھر کیا وجہ ہے کہ آج تمہارے اور ہمارے مابین یہ فرق کیا گیا ہے۔ آج کیوں ہمارے اور تمہارے درمیان یہ فصیل قائم کی گئی ہے۔ اس پر مومنین کہیں گے:

﴿وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾﴾

"لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث) کے منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لاطائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور اللہ کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دغا دیتا رہا۔ تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا)۔ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔"

یعنی بے شک دنیا میں ہم ساتھ تھے مگر تمہارا مرض یہ تھا کہ تم نے اپنے آپ کو فتنے میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہ فتنہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت سورۃ التغابن میں کی گئی ہے جہاں فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾

"بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔"

حقیقت یہ ہے کہ یہی چیزیں انسان کو فتنے میں مبتلا کرتی ہیں اور وہ حرام میں منہ مارتا اور اپنی معاشرت میں غیر اسلامی طور طریقے اپناتا ہے۔ وہ مال و اولاد کی شدید محبت کے سبب آخرت کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا رہتا ہے۔ شیطان اُسے لوری دے دے کر سلاتا ہے کہ ابھی دورِ جوانی ہے اپنی تمام توانائیاں دنیا میں ترقی کے لیے خرچ کرو اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ رہی آخرت کی زندگی تو تمہاری عمر ابھی موجود ہے۔ جب اپنے منصوبوں سے فارغ ہو جاؤ گے تو اپنی دینی ذمہ داریاں نبھا لینا۔ یہ حقیقت میں شیطان کا دھوکہ ہے جس میں انسان تا عمر مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ قبر میں جا پہنچتا ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○﴾ (التکاثر)

"کثرت اور بہتات کی حرص نے تمہیں (اللہ تعالیٰ اور آخرت سے) غافل کر دیا (اور تم اپنی حقیقت کو بھلا بیٹھے) یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔"

مال و اولاد کی محبت اور بہتات کی حرص ہی وہ اصل مرض ہے جس میں مبتلا ہو کر انسان اپنی عاقبت برباد کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ آیات 16 تا 19 میں فکرِ آخرت کی تلقین اور تذکیر کی گئی اور اس کے بعد اگلی آیت میں مال و متاعِ دنیا کی بے ثباتی کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ...... ﴿۲۰﴾﴾

"جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے۔"

دنیا کی زندگی اور دنیوی مال و متاع تو محض سراب ہے۔ یہاں کی چمک دمک عارضی اور جھوٹی ہے۔ ع "یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے۔" لہٰذا عقل اور خرد سے کام لو اور دنیا کی محبت چھوڑ دو۔ اصل عیش و آرام آخرت کا

لوہے کی اصل غرض و غایت جنگی اسلحہ تیار کرنا ہے تاکہ اس کے ذریعے اہل ایمان باغی اور سرکش شیطانی قوتوں کے خلاف معرکہ آرائی کریں

پریس ریلیز

21 اپریل 2006ء

جملہ مسائل اور مصائب سے نجات کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ کیا جائے

(ڈاکٹر عارف رشید)

پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر عمل میں آیا تھا' مگر افسوس کہ ہمارے اربابِ اقتدار نے اس عظیم مقصد سے انحراف کیا اور اللہ تعالیٰ سے کیے گئے نفاذِ اسلام کے وعدہ سے غداری کی۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر عارف رشید نے کیا جو جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نفاذِ اسلام کے وعدہ سے بے وفائی کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے قوم میں نفاق ڈال دیا' جس کا مظہر انفرادی اور اجتماعی سطح پر افرادِ قوم کا کردار ہے۔ آج ہمارے اخلاقی دیوالیہ پن کا یہ عالم ہے کہ ہر ادارہ کرپشن کا شکار ہے یہاں تک کہ ایوان ہائے انصاف بھی اس سے محفوظ نہیں' جج خریدے جانے لگے ہیں اور عدل و انصاف کا حصول ایک خواب بن چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندریں حالات ہمارے جملہ مسائل کا علاج یہ ہے کہ اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کو نافذ کیا جائے۔ (جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت)

آرام ہے اُس کے لیے جدوجہد کرو۔

﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾﴾

"لپکو اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو اُن لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے' اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔"

اس کے بعد اصل اور حقیقی ایمان کا تذکرہ ہے' وہ یہ کہ انسان اللہ کے فیصلے پر راضی رہے۔ فرمایا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٢٢﴾﴾

"کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔ بے شک یہ (کام) اللہ کو آسان ہے۔"

ایمان کا حاصل اور کلائمکس یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی رضا پر راضی ہو جائے۔ اُسے اِس بات پر یقین ہو کہ اللہ کے اِذن کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ دکھ اور پریشانی اور راحت و آرام میں سے کوئی بھی چیز اللہ کے اذن کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ مجھے جس حالت میں بھی رکھتا ہے وہ میرے لئے آزمائش ہے۔ اگر مجھے راحت و آرام اور خوشحالی میسر ہے تو یہ بھی اللہ کی طرف سے میری آزمائش کہ آیا میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں یا اس کی ناشکری کرتا ہوں اور اگر مجھے مصائب اور پریشانیوں کا سامنا ہے' غربت و افلاس اور بیماری کا شکار ہوں تو یہ حالت بھی میرا امتحان ہے کہ آیا میں صبر کرتا ہوں کہ نہیں۔

اگر کسی انسان کو یہ حقیقی ایمان حاصل ہو جائے تو اُس کے کردار و عمل میں اِس کی صاف جھلک دکھائی دے گی۔ اس کی پوری زندگی احکامِ الٰہی اور فرامین رسول ﷺ کی تعمیل کی آئینہ دار ہوگی۔ اس کا توکل اللہ پر ہوگا' مال و اسباب نہ ہوگا۔

یہ درست ہے کہ دین مادی اسباب کی فراہمی سے نہیں روکتا بلکہ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے سامان حرب میں اضافہ کریں' اپنی قوت کو مجتمع کریں' بہترین اسلحہ حاصل کریں اور دشمن کے مقابلے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں لیکن اسلام کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کا بھروسہ اسباب دینوی پر نہ ہو بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ غزوۂ بدر کی مثال ملاحظہ کیجیے۔ مسلمانوں کی جماعت تین سو تیرہ (313) صحابہ کرام ؓ کے ساتھ کفار کی ایک ہزار کی تعداد پر غالب آئی حالانکہ مسلمان بے سر و سامان بھی تھے۔ ان کی کامیابی کا سبب اِن پاکباز ہستیوں کا اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان تھا۔

اللہ تعالیٰ پر توکل کا فائدہ یہ ہے کہ انسان غم اور حزن سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ یہی بات اگلی آیات میں بیان فرمائی گئی:

﴿لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُــوْرِ ﴿٢٣﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٤﴾﴾

"تاکہ جو (مطلب) تم سے فوت ہو گیا ہے اُس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اُس نے دیا ہو اس پر نہ اتراؤ' اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا' جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو شخص رُوگردانی کرے تو اللہ بھی بے پروا (اور) سزاوار حمد (وثنا) ہے۔"

آگے وہ آیت ہے جو اس سورت کا کلائمکس ہے۔ فرمایا:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ ......﴾

"ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور اُن پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

ہم نے اپنے رسولوں کو چند مراسم عبودیت دے کر نہیں بھیجا تھا' بلکہ ایک مکمل شریعت دے کر بھیجا تھا' جو زندگی کے ہر گوشے کا احاطہ کرنے والی ہے' ایک انتہائی عادلانہ نظامِ زندگی دے کر بھیجا تھا جس کی Symbol میزان (ترازو) ہے۔

برادرانِ اسلام! ہماری ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ کی عمارتوں پر بھی ترازو کی ایک بڑی سی تصویر بنی ہوتی ہے جو اِس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہاں عدل و انصاف ہوگا مگر افسوس ہمارے ہاں جہاں دیگر اداروں میں کرپشن نے نقب لگائی ہے وہاں ایوان ہائے انصاف بھی اِس سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ ہمارے کردار و اخلاق کا یہ دیوالیہ پن اس نفاق کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ خلافی کی وجہ سے افراد قوم کے دلوں میں ڈال دیا ہے' کیونکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت بیان کی گئی کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کرے مگر اسے پورا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بطور سزا ان لوگوں کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم نے یہ ملک نفاذِ اسلام کے وعدے پر حاصل کیا مگر یہاں اسلام نافذ نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نفاق کا شکار ہوگئی۔

آگے فرمایا:

﴿وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾

"اور ہم نے لوہا اتارا ہے۔ اس میں (اسلحۂ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی شدید ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں۔"

یعنی لوہے کو اتارنے کی اصل غرض و غایت جنگی اسلحہ تیار کرنا ہے تاکہ اس کے ذریعے اہل ایمان باغی اور سرکش شیطانی قوتوں کے خلاف معرکہ آرائی کریں' ہاں اس کے اور بھی فوائد ہیں کہ انسان لوہے سے بہت سی چیزیں بناتا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾﴾

"اور اس لیے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اُس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں اللہ اُن کو معلوم کرلے۔ بے شک اللہ قوی (اور) غالب ہے۔"

مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واضح فرما رہا ہے کہ کون ہے جو غیب میں رہتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے' اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ صحابہ کرام ؓ کی پاکیزہ زندگیاں ہمارے سامنے ہیں کہ انہوں نے کس طرح دین کے لیے قربانیاں اور کس طرح رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ جہاں رسول ﷺ کا پسینہ بہا وہاں انہوں نے اپنا خون بہایا' آپؐ کے دست و بازو بنے' راہِ حق میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج بھی مسلمانوں میں غلبہ دین کے لیے وہ جذبہ بیدار ہو تاکہ انہیں دنیوی شان و شوکت' عزت و کامرانی بھی حاصل ہو اور آخری فوز و فلاح اور نجات بھی اُن کا مقدر ٹھہرے۔

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

ملتزم تربیت گاہ

بمقام: مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو' لاہور

30 اپریل بروز اتوار نماز عصر سے 6 مئی 2006ء بروز ہفتہ نمازِ ظہر منعقد ہو رہی ہے۔ (ان شاء اللہ)

زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء شمولیت اختیار کریں۔

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت' تنظیم اسلامی

تعلیمی پسماندگی

اصلاحِ احوال کی ضرورت

پروفیسر (ر) محمد یونس جنجوعہ

یہ امر مسلم ہے کہ تعلیم ترقی کی راہیں کھولتی ہے۔ تعلیم یافتہ قومیں ہی دوسری اقوام سے آگے نکل جاتی ہیں اور اس بات سے بھی کسی کو اختلاف نہیں کہ عوام کو تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے تاکہ ان کے اقتدار میں لوگ علم کی دولت سے مالا مال ہوں اور جہالت اور پس ماندگی سے نکل کر قومی ترقی کا باعث بنیں۔

یہ پاکستانی عوام کی بدقسمتی ہے کہ یہاں تعلیم کے شعبہ کو حد سے زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے اور اب اُس سے بھی زیادہ کیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مقتدر حضرات کے لیے اپنی کرسیاں مضبوط رکھنے کی ہمہ وقتی مصروفیت اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ وہ تعلیم کی طرف توجہ دینے سے قاصر ہیں۔ سرکاری تعلیمی اداروں کی طرف عدم توجہی نے نجی تعلیمی اداروں کے لیے میدان کھلا چھوڑ دیا ہے' جہاں وہ فی طالب علم ہزاروں روپے ماہوار فیس وصول کر رہے ہیں۔ جس شخص نے پرائیویٹ سکول کھول لیا اور وہ چل گیا ہے' تو یوں سمجھئے کہ اس نے ڈیری فارم بنا لیا ہے' جہاں دودھ کے علاوہ پانی بھی دودھ کے بھاؤ بک رہا ہے۔

کسی بھی محبّ وطن شہری کے لیے یہ صورتِ حال یقیناً انتہائی پریشان کن ہے کیونکہ تعلیمی پس ماندگی ہی قومی پسماندگی کا باعث ہے۔ جب تعلیم اس قدر مہنگی کر دی جائے کہ وہ والدین کی ہمت سے باہر ہو جائے تو ناخواندگی اور بے روزگاری میں اضافہ ہوگا' جس سے ملک میں جرائم بڑھیں گے' خودکشیاں ہوں گی اور ڈاکے پڑیں گے۔

لاہور تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اس کی آبادی 85,80 لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ یہاں گنتی کے چند سرکاری تعلیمی ادارے ہیں جہاں بمشکل 10 فی صد بچوں کے لیے گنجائش ہے۔ باقی 90 فی صد بچے نجی تعلیمی اداروں کے رحم و کرم پر ہیں۔ جو والدین بڑی بڑی فیسیں ادا کر سکتے ہیں وہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا رخ کرتے ہیں اور سفید پوش اپنے بچوں کو مشقت کے کاموں پر لگانے میں مجبور ہوتے ہیں۔ حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ 50,40 ہزار ماہانہ آمدنی والا شخص اپنے دو تین بچوں کی فیس بمشکل ادا کر سکتا ہے۔ اس سے کم آمدنی والا اگر بچوں کو تعلیم دلوانا چاہتا ہے تو لازماً وہ ناجائز ذرائع سے آمدنی حاصل کرے گا جس کے نتائج ملک و قوم کے لیے

> موجودہ ہوش ربا مہنگائی کی وجہ سے صرف کارخانہ دار' جاگیردار' ڈاکو اور بدعنوان سرکاری ملازم ہی اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکتے ہیں۔ کیا مزدور' کسان اور سبزی فروش اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کا حق نہیں رکھتے

مفید نہ ہوں گے۔ کیا ان حالات میں کوئی مزدور' کسان' محنت کش' پھل سبزی فروش اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکتا ہے؟ کیا یہ لوگ عوام نہیں ہیں؟ کیا صرف کارخانہ دار' جاگیردار' ڈاکو اور بدعنوان سرکاری ملازم ہی اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کا حق رکھتے ہیں؟ آزاد قومیں اپنے عوام کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتی ہیں۔ ہمارے ہاں جب بچوں کی ایک بڑی تعداد تعلیم ہی حاصل نہیں کر سکتی تو ان کی صلاحیتیں تو بے کار چلی جاتی ہیں۔ اس قومی نقصان کا ذمہ دار کون ہے جس کے نتیجے میں پوری قوم پس ماندگی کا شکار ہو رہی ہے؟

یہ تو ہوا مسئلہ' اب اس کے حل کے لیے چند تجاویز ملاحظہ ہوں:

1) قومی بجٹ کا اتنا حصہ تعلیمی شعبے کے لیے مختص کیا جائے جتنی اس کی اہمیت ہے۔ قومی ترقی کا دارومدار تعلیمی ترقی پر ہے اور قومی ترقی پر توجہ دینا ہی حب الوطنی ہے۔
2) ضرورت کے مطابق سرکاری تعلیمی ادارے کھولے جائیں۔ جہاں معمولی فیس کے عوض ہر شخص کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس طرح روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوں گے اور شرحِ خواندگی میں بھی اضافہ ہوگا۔
3) سرکاری تعلیمی اداروں میں سٹاف کی کمی کو پورا کیا جائے اور اُن کی کارکردگی پر کڑی نگاہ رکھی جائے تاکہ وہاں تعلیمی معیار عمدہ ہو۔
4) نجی تعلیمی اداروں کو بھی کسی نظم کا پابند بنایا جائے جس طرح بسوں اور ویگنوں کا کرایہ مقرر کیا جاتا ہے' اسی طرح پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیس مقرر کی جائے جس سے زیادہ وصول کرنا جرم قرار دیا جائے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ بھاری ماہانہ فیس کے علاوہ سپورٹس فنڈ' لیبارٹری فنڈ' رجسٹریشن فیس' داخلہ فیس' بلڈنگ فنڈ اور کئی دوسرے فنڈ وصول کیے جاتے ہیں۔ بعض ادارے تو کتابیں اور یونیفارم بھی خود مہیا کرتے ہیں اور منہ مانگے دام لیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ کسی حکومتی اہل کار کو زیب نہیں دیتا کہ وہ عوام کے بچوں کو تعلیمی سہولتوں کی فراہمی میں بخل سے کام لے اور تعلیمی میدان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے لیے کھلا چھوڑ دے۔ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرنا ملک و قوم کے مفاد میں ہے۔

اسلامک جنرل نالج کلاسیں

یہ ایک تجویز ہے کہ زیادہ سے زیادہ اصحاب اپنے اپنے علاقے میں گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران مذکورہ کلاسوں کے انعقاد کا انتظام کریں' قریبی اسکول یا کالج کی عمارت میں اگر یہ انتظام ممکن نہ ہو تو محلہ کی مسجد یا کسی کے گھر میں اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے' تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

البلاغ فاؤنڈیشن

سرجن میڈ ہسپتال 1- ظفر علی روڈ لاہور
فون نمبر: 0333-4620717
E-mail:albilaghfoundation@yahoo.com

عیسائیوں کی باہمی لڑائیاں

فاطمی خلیفہ مستنصر باللہ کے عہد میں اسماعیلی فرقے کی جو نئی شاخ پیدا ہوئی' اُس کا بانی ایک شخص حسن بن صباح تھا۔ وہ خواجہ نظام الملک' وزیر الپ ارسلان اور شاعر عمر خیام کا ہم مکتب تھا۔ سلجوقیوں کے عہد میں ملک کے حسن انتظام کا سہرا اُن کے مشہور وزیر نظام الملک طوسی کے سر رہا۔ وہ بڑا افاضل اور مدبر آدمی تھا۔ سیاست نامہ اُس کی مشہور کتاب ہے۔ ملک کا انتظام اعلیٰ پیمانے پر پہنچا دینے کے علاوہ نظام الملک نے اعلیٰ تعلیم کے لیے کئی درس گاہیں قائم کیں' جن میں ''نظامیہ بغداد'' بہت مشہور ہوئی۔ امام غزالی بھی اِس درس گاہ میں استاد رہے۔ نظام الملک اپنے ہم مکتب حسن بن صباح کے ساتھ بھی حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا اور اُسے انتظامی امور میں شریک رکھا۔

لیکن جب حسن بن صباح نظام الملک کے احسانات کا بدلہ محسن کشی سے دینے لگا تو اُس نے وہاں سے نکلوا دیا۔ اب حسن بن صباح کے لیے بنی فاطمہ (مصر) کے ہاں سب سے عمدہ میدان تھا۔ اُس کی شر پسند طبیعت کے لیے اسماعیلی خیالات بہت راس آ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ مصر چلا گیا اور اسماعیلی فرقے میں شامل ہو گیا۔ پھر مصر سے روانہ ہو کر کچھ عرصہ اپنی باطنی تحریک کی تعلیم اِدھر اُدھر پھیلاتا رہا۔ 1092ء میں اُسے قزوین کے پہاڑی علاقے میں الموت نام کا ایک مقام مل گیا تھا۔ جو سطح سمندر سے دس ہزار فٹ بلند تھا۔ وہاں اُس نے ایک جنت بنائی تھی۔ لوگوں کو حشیش (بھنگ) پلا کر بے ہوش کرتا تھا۔ پھر اُس ''جنت'' میں لے جاتا۔ بعد ازاں بے ہوش کر کے باہر پہنچا دیتا۔ جو لوگ ایک مرتبہ جنت میں ہو آتے' وہ فدائی بن جاتے۔ اُن کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی کہ جان دیں اور اُس جنت میں جا بیٹھیں۔ اِس فرقے کا نام حشاشین پڑ گیا' یعنی کثرت سے بھنگ پینے والے لوگ۔

حسن بن صباح بعد ازاں رودبار اور قہستان پر بھی قابض ہو گیا۔ اُس کے معتقدین جو فدوی کہلاتے تھے' اُس کو شیخ الجبال کے نام سے پکارتے تھے اور [illegible] کا مالک اور قادر مطلق خیال کرتے تھے۔ لوگوں کو بھنگ پلا کر جنت کے جلوے دکھاتے تھے۔ مذہبی ممنوعات اُن کے نزدیک باعث نجات تھیں۔ کچھ عرصے کے بعد فدوی لوگ مذہبی شعائر اور عبادات کی پابندی سے بھی آزاد کر دیے گئے۔ شیخ الجبال کا خدائی رُتبہ اُس کے حکم کی سند تھا۔ یہ لوگ قتل و قتال اور بے رحمی اور تشدد میں اتنے مشہور ہو گئے تھے کہ پوری دنیا اُن کے نام سے کانپنے لگی تھی۔ ملک شاہ سلجوقی نے نظام الملک کی تحریک سے ان کی بیخ کنی کرنی چاہی تو کسی فدوی نے نظام الملک ہی قتل کر ڈالا۔ فدائی اُن لوگوں کو جو اُن کے عقیدے کو تسلیم نہ کرتے تھے' قتل کرتے پھرتے تھے۔ ہر جگہ اُن کے جاسوس' جو اپنے آپ کو اِس فرقے کا ظاہر نہیں کرتے تھے' موجود تھے اور جہاں موقع پاتے تھے' اپنی چھری دوسرے کے پیٹ میں اتار دیتے تھے۔ جو آدمی اُن کے قابو میں آ جاتا تھا' اُس کو زندہ جلا دیتے تھے۔ بنی فاطمہ کے خلیفہ آمر باللہ کو اُنہوں نے ہی مارا اور خلیفہ راشد باللہ عباسی کو سرِ راہ اُنہوں نے ہی قتل کیا اور لاش کو وہیں چھوڑ کر اُس کی ناک اور کان کاٹ کر بھاگ گئے اور سینکڑوں حکام' علماء اور فضلاء اور اہل ہنر و فن کو اور عام لوگوں کو اُنہوں نے بے رحمی سے قتل کیا۔

حسن بن صباح اور پطرس راہب

جس سال یعنی 1092ء میں حسن بن صباح نے قلعہ الموت پر قبضہ کر کے اُسے اپنی باطنی تحریک کا ہیڈ کوارٹر بنایا اور

> بلغراد کا بازنطینی گورنر دریا کے پرلے کنارے پر کھڑا سملین کی تباہی و بربادی کا یہ منظر خوف اور دہشت کے عالم میں دیکھ رہا تھا مگر اُس کے پاس اتنے آدمی نہیں تھے' جتنے صلیبیوں کو قابو میں رکھنے کے لیے درکار تھے

حشاشین کی دہشت گرد حکومت کی بنیاد رکھی' اُسی سال صلیبی جنگوں کا بانی پطرس راہب یروشلم زیارت کے لیے گیا (جس کا تعارف سابقہ قسطوں میں کرایا جا چکا ہے)۔ شام اور فلسطین پر اُس وقت مستنصر باللہ فاطمی علوی مصری کی حکومت تھی۔ سیاسی کشمکش نے حسن بن صباح کے فدائیوں اور مصری فاطمی خلیفوں کو عباسی خلافت اور سلجوقی سلطنت [illegible] تمام مسلمانوں کا دشمن اور عیسائیوں کا دوست بنا دیا تھا' اس لیے وہ لوگ صلیبیوں کی خاطر جاسوسی بھی کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً اُن کی مدد کرتے رہتے تھے۔

پہلی صلیبی جنگ

یہ تھا دنیائے اسلام کے حالات کا پس منظر' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حسن بن صباح کے فدائی اور مصر کے بنو فاطمہ بھی عیسائیوں کی مدد کر رہے تھے۔ ہم سابقہ قسطوں میں بتا چکے ہیں کہ پطرس راہب کے جوش اور سرگرمی کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ وہ یروشلم کے بطریق کی طرف سے خطوط لے کر پوپ کے پاؤں پر گر پڑنے کے لیے روم (اٹلی) بھاگا۔ اُس وقت پاپائے روم اربن ثانی تھا۔ اُس نے پطرس کو گلے لگایا اور مسلمانوں کے خلاف اُس کے عزائم پر تحسین و آفرین کی اور یروشلم کی آزادی کے لیے اُس نے پطرس کو یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں اُس کا مذہبی پیغام نشر کرنے کے لیے بھیجا۔ پطرس ملک بہ ملک' شہر بہ شہر یروشلم کو مسلمانوں سے آزاد کرانے کے لیے دل شگاف اور دردناک انداز میں بیان کرتا ہوا پھرا۔ جب جولائی 1096ء میں وہ جرمنی اور فرانس سے لاکھوں مسلح رضا کاروں کی فوج لے کر ہنگری جا رہا تھا تو ہنگری کے باشندے اپنے دلوں میں یہ اندیشہ لیے ہوئے اُن کے منتظر تھے کہ کہیں یہ لوگ ہمارے علاقے کو تباہ و برباد نہ کر جائیں۔ پطرس کے وہاں پہنچنے سے پہلے والٹر کی فوج پہلے ہی نقصان پہنچا چکی تھی۔ اُس نے اُن کے ایک شہر سملین کو لوٹ کر ویران کر دیا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ جب والٹر کی فوج یہاں پہنچی تو اُس کے پاس خوراک بالکل نہ تھی۔ فصل بھی اُس وقت تک نہیں کٹی تھی اور منڈی میں بھی اناج نہیں تھا۔ والٹر کے صلیبیوں نے مشتعل ہو کر شہر کے اردگرد جتنے بھی کھیت تھے' یہ وہ سب لوٹ لیے بلکہ منڈی میں پہنچ کر دکانیں بھی لوٹ لیں' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بازار میں شہریوں اور صلیبیوں میں لڑائی ہوئی' جس میں بہت سے شہری ہلاک ہوئے۔ ہنگری کے باشندوں کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں پطرس کے لاؤ لشکر کی آمد پر' جس کے آدمیوں کی تعداد والٹر کی فوج سے کہیں زیادہ بتائی جا رہی ہے' حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب نہ ہو جائیں۔

پطرس راہب کے ساتھ صلیبیوں کے قافلے جولائی 1096ء کے آخر میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ شہر میں اُس وقت خوراک کی سخت قلت تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دلوں میں فرق پڑنے لگا اور کھچاؤ پیدا ہو گیا۔ شہر کے گورنر نے فصیل کے اندر صلیبیوں کا داخلہ بند کر دیا اور شہریوں اور صلیبیوں میں تصادم کو روکنے کے لیے خاص قانون بھی نافذ کیے گئے' مگر اس سے شہری لوگ اور بگڑ گئے۔ چند روز بعد ایک منڈی میں ایک جوڑی جوتے کے دام چکانے میں ایک صلیبی کی ایک جفت فروش سے تکرار ہو گئی۔ پھر کیا تھا' چند منٹ کے اندر اندر ہلڑ مچ گئی اور صلیبیوں نے دکانیں لوٹنا شروع کر دیں۔ غرض فساد شروع ہو گیا۔ گورنر نے حالات کی روک تھام کے لیے سپاہیوں کا ایک دستہ وہاں بھیجا۔ ادھر پطرس کے دستِ راست جیوفرے بوریل کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُس کے کچھ آدمی خطرے میں گھرے ہوئے ہیں تو اُس نے فوراً

جنگ بندی کا حکم دے دیا اور اپنے آدمیوں کی مدد کے لیے مذکورہ بازار کی طرف کوچ کر دیا۔ شہریوں اور صلیبیوں میں لڑائی چھڑ گئی‘

صلیبی اپنی اوچھی حرکتوں پر اتر آئے۔ وہ قسطنطنیہ کو دنیا کا سب سے زیادہ دولت مند اور شاندار شہر تصور کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ عورتیں اٹھانے لگے اور شہر کی فصیل کے باہر مضافاتی علاقوں کے گرجوں کے خزانے لوٹنے شروع کر دیئے

جس کا خاتمہ اس طرح ہوا کہ شہر کے قلعے پر صلیبیوں کا قبضہ ہو گیا‘ جنہوں نے چار ہزار ہنگری سپاہی‘ جو اس قلعے کی حفاظت پر مامور تھے‘ ہلاک کر دیئے۔ عیسائیوں کا عیسائیوں کے ہاتھوں یہ قتل عام ہولناک بھی تھا اور ناقابل معافی بھی۔

صلیبیوں کے اندرونی حالات بیان کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ نقشہ دکھایا جائے کہ صلیبیوں کا کردار کیا تھا‘ اُن کی اخلاقی صورت حال کیا تھی‘ اور یروشلم پر یلغار کرنے کا اُن کا اصل مقصد کیا تھا۔ جیوفرے بوریل کو محسوس ہوا کہ یہ بہت برا ہوا ہے۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ اب دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے تیز رفتار سے چل کر بازنطینی علاقے میں داخل ہو جانا چاہیے۔ صلیبیوں کا ہنگری میں مزید ٹھہرنا اپنی موت کو دعوت دینا تھا‘ کیونکہ انہیں یقین تھا‘ شاہ ہنگری صلیبیوں کی سرکوبی کے لیے بہت جلد فوج اِدھر روانہ کر دے گا۔ مگر دریا پار کرنے کے لیے جتنی کشتیاں فراہم ہو سکیں‘ وہ ناکافی ثابت ہوئیں۔ اس لیے بوریل نے اپنے سپاہیوں کو حکم دے دیا کہ سملین کے لکڑی کے بنے ہوئے مکانوں کو توڑ ڈالو اور جتنی لکڑی اس طرح حاصل ہو‘ اُس سے کشتیوں کے لیے تختے نکال لو۔

اُدھر بلغراد کا بازنطینی گورنر دریا کے پرلے کنارے پر کھڑا سملین کی تباہی و بربادی کا یہ منظر خوف اور دہشت کے عالم میں دیکھ رہا تھا۔ اُس کے پاس اتنے آدمی نہیں تھے‘ جتنے صلیبیوں کو قابو میں رکھنے کے لیے درکار تھے‘ اُس لیے وہ اپنے بھروسے کے چند آدمیوں کو یہاں چھوڑ کر‘ کمک حاصل کرنے کے لیے جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ بلغراد کے باشندے دہشت زدہ اور سراسیمہ ہو کر بھاگے اور پہاڑوں میں جا چھپے۔ صلیبیوں نے دریا پار اترتے ہی سب سے پہلے گھاٹ پر اُن آدمیوں کی گردنیں کاٹیں۔ پھر سنسان شہر کو تاراج کیا اور اُس کے بعد اُسے آگ لگا دی۔

یہاں سے پطرس راہب کا یہ لشکر وادیٔ موراوا کے پہاڑی جنگلوں کو ایک ہفتے میں طے کر کے شہر نیش پہنچا۔ یہاں ایک بازنطینی جرنیل‘ ایک طاقتور فوج اُن کی آمد کا منتظر تھا‘ اور اُس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ صلیبیوں سے کوئی لغویت سرزد نہیں ہونے دے گا۔ چنانچہ جونہی صلیبی لشکر شہر میں داخل ہوا‘ اُس جیوفرے بوریل کو بطور یرغمال گرفتار کر لیا‘ تاکہ باقی صلیبی غلط رویہ اختیار نہ کریں۔ اُس جرنیل نے اس کا بھی انتظام کیا کہ جب یہ لوگ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید چکیں تو یہاں سے فوراً چلتے بنیں۔ اس کی اِن احتیاطی تدابیر کی وجہ سے آخر تک ایسا معلوم ہوتا رہا جیسے کوئی سنگین حادثہ رونما ہو گا‘ لیکن جب صلیبیوں کا آخری قافلہ شہر نیش میں داخل ہوا‘ تو کچھ جرمن رضاکاروں نے‘ جو پچھلی رات ایک بازار میں شراب پی کر ہلڑ مچا چکے تھے‘ لکڑی کے بنے ہوئے چند مکانوں میں آگ لگا دی۔ بازنطینی فوج کے سپاہیوں نے فوراً موقع پر پہنچ کر ان صلیبیوں کو گرفتار کر لیا جو وہاں موجود تھے۔ اس پر چند صلیبی اپنے ساتھیوں کو چھڑانے کے لیے وہاں جا پہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی۔

پطرس راہب جس دستے کے ساتھ تھا‘ وہ ابھی شہر سے ایک میل دور تھا‘ جب اُس نے یہ ہولناک افواہ سنی کہ بازنطینیوں نے اُس کے آدمیوں کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔ اب اُس نے اپنے خچر کو زیادہ سے زیادہ تیز دوڑایا‘ تاکہ بازنطینی جرنیل سے مل کر لڑائی رکوا سکے‘ لیکن اُس کا وقت گزر چکا تھا۔ جب وہ موقع پر پہنچا‘ اُس وقت صلیبی فوج کا عقبی محافظ دستہ شہر پر حملہ بول چکا تھا اور اُس پر قابض ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

بازنطینیوں نے بڑا سخت جوابی حملہ کیا‘ اور چونکہ یہ حملہ ایک ایسی فوج نے کیا جو تربیت یافتہ تھی جبکہ پطرس کی فوج اناڑیوں کی بھیڑ تھی‘ اس لیے یہ اُس حملے کی تاب نہ لا سکی۔ جس کا جدھر منہ اٹھا‘ اُدھر بھاگ کھڑا ہوا۔ پطرس راہب نے اپنے پانچ سو ساتھیوں سمیت ایک ٹیلے پر چڑھ کر جان بچائی۔ مصیبت کی یہ رات انہوں نے جنگل میں کاٹی۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ بس ہم ہی زندہ بچے ہیں‘ لیکن چند روز بعد کم و بیش آٹھ ہزار صلیبی اور بھی اِدھر اُدھر سے یہاں جمع ہوئے۔ یہ سب بھوکے مر رہے تھے اور افسردگی اور مایوسی سے نڈھال تھے۔ غرض یہ جنگ صلیبیوں کے لیے بڑی تباہ کن ثابت ہوئی۔ اُن کے ایک چوتھائی آدمی مارے گئے‘ یا لاپتہ ہو گئے۔ بیشتر چھکڑے ضائع ہو گئے یا گم ہو گئے اور اُن کے ساتھ وہ گاڑیاں بھی گئیں‘ جن پر سامانِ جنگ لدا ہوا تھا۔ ان کے علاوہ فرانس اور جرمنی میں جو خطیر رقم جمع ہوئی تھی‘ وہ بھی ضائع ہو گئی۔ یہ رقم خوراک اور رسد خریدنے کے لیے تھی۔

جب صلیبی شہر نیش سے چلے تو اُن کی حالت یہ تھی کہ دل بجھے ہوئے تھے اور ایک کوڑی پلے نہ تھی۔ اوپر سے بازنطینی دستے بھی رگید رہے تھے۔ انہیں کسی جگہ تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس خیال سے کہ یہ بلا جلد از جلد ٹلے‘ بازنطینی ان کے لیے خوراک اور سواری کا بندوبست کر دیتے‘ کیونکہ نیش میں اُن کے سارے گھوڑے اور خچر ہلاک یا گم ہو چکے تھے۔ صلیبی بھاگم بھاگ وادیٔ مرتسا اور تھریس کے علاقے میں پہنچے۔ اُس وقت انہیں ضرور ایسا محسوس ہو رہا ہو گا‘ جیسے وہ جنگی قیدی ہیں جو اسیری کی حالت میں چل رہے ہیں۔

جب اگست **1096**ء میں صلیبی قافلے قسطنطنیہ پہنچے تو بازنطینی شہنشاہ الیکسس نے بڑی خوش خلقی سے اُن کا استقبال کیا‘ لیکن پطرس راہب کے اِس پراگندہ حال اور سرکش لشکر کی حالت دیکھ کر‘ جو پوری طرح مسلح بھی نہیں تھا‘ ہیبت زدہ ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے مسلمان بڑی آسانی سے ختم کر دیں گے‘ اس لیے اُس نے پطرس کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اُس وقت تک قسطنطنیہ ہی میں رُکا رہے‘ جب تک اوٹار کے سردار اور تربیت یافتہ سپاہی بھی نہ پہنچ جائیں۔ لیکن بہت جلد وہ بھی یہی کہنے لگا کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ صلیبی پھر اپنی اوچھی اور پرانی حرکتوں پر اُتر آئے۔ وہ قسطنطنیہ کو دنیا کا سب سے زیادہ دولت مند اور شاندار شہر تصور کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ اب اس شہر کی دولت لوٹنے کی ہوس میں انہیں خود پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا جاتا ہو‘ جس میں یہ لوگ فساد نہ کرتے ہوں۔ انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ عورتیں اُٹھانے لگے اور شہر کی فصیل کے باہر مضافاتی علاقوں کے گرجوں کے خزانے لوٹنے شروع کر دیتے۔ ایک ہی ہفتے میں شہنشاہ اُن سے تنگ آ گیا۔ اُس نے اُن سے چھٹکارا پانے کے لیے اُنہیں بازنطینی بحریہ کے جہازوں پر سوار کرایا اور باسفورس کے راستے ایشیا میں پہنچا دیا۔ (جاری ہے)

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ ملم جبہ‘ سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پُرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے اور روشن کمرے‘ نئے قالین‘ عمدہ فرنیچر‘ صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے‘ اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن‘ جی ٹی روڈ‘ امانت کوٹ‘ مینگورہ سوات

فون دفتر: **0946-725056**‘ ہوٹل: **0946-835295**‘ فیکس: **0946-720031**

آج پھر درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

رحیم یار خان سے ایک دردمند خاتون کا خط' جو ملت اسلامیہ کی حالت زار پر نوحہ کناں ہے!

محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب!

السلام علیکم!

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کو آپ کی زندگی میں غلبۂ دین کے مقدس مشن میں کامیاب کرے۔ (آمین)

مکرمی! میں جب تک رحیم یار خاں میں ہوں' دن رات اللہ کی رضا کے لیے آپ کی تنظیم کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ میں نے کچھ دن ہوئے ہیں آپ کا لٹریچر تقسیم کرنا شروع کیا ہے' اور یہ بات نوٹ کی ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ یہ لٹریچر بغیر پڑھے چند دن اپنے گھر رکھ کر واپس کر دیتے ہیں' کیونکہ یہ لوگ مختلف مسالک سے تعلق کی بنا پر گونگے بہرے اندھے بن کر ناک کی لکیر پر چل رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کی اکثریت سٹینڈرڈ' رکھ رکھاؤ' رسم و رواج' اور روایات میں غافل ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ جو لٹریچر پڑھتے بھی ہیں تو اُن کے پیش نظر ناول' افسانے ہیں یا پھر ناچ گانا اور فلمیں ان کے مشاغل میں شامل ہیں۔ اس کے باوجود میں نے محسوس کیا ہے کہ ان کے دل موڑے جاسکتے ہیں ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی۔ از راہ کرم آپ اپنی ایسی کیسٹس بتائیں کہ جن کو سن کر ان کے دلوں کے زنگ صاف ہوں اور یہ خواب غفلت سے جاگیں اور ان میں مقصد زندگی کا شعور' جوابدہی کا احساس' ملک و قوم سے محبت' اسلامی نظام کے قیام کا جذبہ اور اللہ سے کئے گئے عہد نبھانے کا عزم پیدا ہو۔

چند دن پہلے توبہ کے موضوع پر آپ کا ایک بہت شاندار لیکچر ٹی وی پر سنا' جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ پاکستان کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ دیا گیا۔ یہ کون سی کیسٹ ہے۔ یہ ضرور دے دیں۔ مکرمی! میں ٹیچر ہوں اور یہ بات آپ جانتے ہیں کہ ٹیچرز کی جڑیں عوام میں ہوتی ہیں۔ ہم معاشرے میں لوگوں کی نبض محسوس کرتے ہیں۔ اُس وقت میں نے کئی لوگوں کو فون کر کے کہا کہ فوراً ٹی وی آن کرو۔ ڈاکٹر اسرار صاحب کا یہ اہم پروگرام دیکھ لو۔ لوگوں نے کہا: ہم نماز پڑھتے ہیں' روزے رکھتے' حج کرتے ہیں' کسی کو دکھ نہیں دیتے۔ ہمارا کیا گناہ ہے؟ چھوٹے گناہ اللہ معاف کر دے گا۔

ڈاکٹر صاحب! توبہ پر آپ نے پُر مغز گفتگو کی مگر پہلے لوگوں کو ان کے گناہ تو بتائیں۔ گناہ کا علم نہیں' توبہ کیا کریں؟ گناہ کا علم ہوا احساس گناہ ہو پھر ہی تو توبہ کی نوبت آئے گی۔

مکرمی! سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہماری نئی نوجوان نسل کو مسلمانوں کے عروج و زوال' اسلامی تاریخ' پاک و ہند کی تاریخ سے دور رکھا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ سب چیزیں نسل نو کو بتائی جائیں۔ اس کے علاوہ انہیں ہمارے قومی جرائم بھی بتائے جائیں۔

1- انہیں بتایا جائے کہ دنیا کے نقشہ پر بننے والی واحد اسلامی

> امریکی فوجی کہتا ہے:
> کمانڈر نے مجھے بچے کو اُڑانے کا آرڈر دیا۔ میں نے فائر کھولا اور بچے کی کمر میں سوراخ ہو گیا

ریاست پاکستان 27 رمضان المبارک کو عطا ہوئی۔ اس کے حصول کے لیے ہم نے بے شمار قربانیاں دیں۔ ٹیپو سلطان سے لے کر 1857ء کی جنگ آزادی' جلیانوالہ باغ کی قربانیاں' شاہ اسماعیل شہید' سید احمد شہید کی قربانیاں مختصراً بتائیں اور پھر پارٹیشن کے وقت کتنی تعداد میں مسلمانوں کا خون بہا۔ کیا ان لوگوں کی زندگیاں قیمتی نہ تھیں۔

2- نوجوان نسل کو یہ بھی بتایا جائے کہ اس ملک کو حاصل کرنے کا مقصد کیا تھا؟ دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک پاکستان آخر کیا وجہ ہے کہ بہت جلد اپنے آدھے حصے سے محروم ہو گیا۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے وقت ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ بنگال کا سمندر سرخ ہو گیا تھا۔ دنیا میں سب سے بڑی اور بہادر فوج نے ذلت سے ہتھیار ڈالے۔ آج تک اتنی بڑی فوج نے ہتھیار نہیں ڈالے اور اس سانحہ پر اندرا گاندھی کو فاتحانہ انداز میں یہ کہنے کا موقع ملا کہ آج ہم نے دو قومی نظریہ زمین میں دفن کر دیا ہے۔ کیا یہ ہمارا عظیم گناہ ہے؟

3- ہم نے نائن الیون کے بعد امریکہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اُس کی ہر ممکن مدد کی۔ افغانستان برباد کروا دیا۔ وہاں شمالی اتحاد اور امریکی فوجیوں نے جس طرح بربریت و ظلم کا مظاہرہ کیا اور جتنے عظیم مجاہدین اور نیک طینت مسلمان شہید ہوئے' ان کا خون کس کے سر ہے؟ کیا ہم گناہ گار نہیں ہیں؟

4- امریکہ عراق پر چڑھ دوڑا۔ لاکھوں عراقی شہید ہو چکے ہیں اور نہ معلوم کب تک عراق میں آگ اور خون کے کھیل میں معصوم بے گناہوں کا قتل عام ہوتا رہے گا۔ ڈاکٹر فرحت ہاشمی نے اپنے درس میں عراق سے آیا ہوا ایک خط پڑھا تھا جو وہاں کی عورتوں نے پاکستانیوں کو لکھا تھا۔ اُن کا کہنا تھا کہ ہماری عصمتیں تار تار ہو چکی ہیں۔ ہمارے پیٹ میں امریکی بچے پرورش پا رہے ہیں۔ کاش! کوئی پاکستانی آئے ہم سب کو قتل کر دے۔ ہم مر بھی نہیں سکتے۔ یہاں مرنے کے لیے کچھ نہیں۔

کچھ دن پہلے ٹی وی پر دکھایا گیا کہ امریکی فوجی دس بارہ سالہ عراقی بچے کو ٹھڈے مار رہے ہیں مکے مار رہے ہیں' دیواروں میں سر مار رہے ہیں' گھسیٹ رہے ہیں۔ اس سے پہلے ابوغریب جیل میں کون سا ظلم نہیں ہوا' کون سی درندگی نہیں ہوئی۔ یہ الگ بات ہے کہ یہودیوں کے زیر اثر میڈیا اسے بہت کم دکھاتا ہے۔

کچھ دن پہلے میں اخبار پڑھ رہی تھی۔ اخبار میں لکھا تھا کہ امریکی فوجی چھٹی پر امریکہ جاتے ہیں اور کینیڈا کی سرحد پار کر کے کینیڈا سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ نفسیاتی مریض بن گئے ہیں کیونکہ جن فوجیوں میں ''انسانیت'' ذرا بھی زندہ ہے' وہ اس بربریت سے بہت پریشان ہیں' اُن میں سے بعض پاگل ہو رہے ہیں۔ ایک فوجی نے بتایا کہ 12 سالہ بچہ باپ کی انگلی پکڑ کر جا رہا تھا۔ کمانڈر نے بچے کو اڑانے کا آرڈر دیا۔ میں نے فائر کھولا' مجھے بچے کی کمر میں بڑا سا سوراخ ہو گیا۔ باپ نے فوراً بچے کو اٹھایا مگر بچے سمیت بے ہوش ہو کر گر گیا۔ عجیب بے بسی ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں پر اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اُس کے خلاف عالمی سطح پر آواز نہیں اٹھائی۔ کیا یہ ہمارا جرم نہیں ہے؟

5- جنوبی وزیرستان' وانا' باجوڑ ایجنسی میں سابق مجاہدین مسلسل شہید کئے جا رہے ہیں اور اُس دن قوم کو میچ دیکھنے میں مصروف کر دیا جاتا ہے۔ سرحد کے لوگ بہت عظیم ہیں۔ یہ لوگ اپنے بچے مروا رہے ہیں' گھر برباد کر رہے ہیں لیکن حق کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ہم لوگوں کی طرح نہیں کہ جسے بش دہشت گرد کہہ دے ہم بھی بش کے ''فتویٰ'' پر عمل کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو روس کے خلاف جہاد کرنے اور افغانستان کو بچانے آئے تھے۔ یہ لوگ سُرخ استعمار سے پاکستان کو بچانے کے لیے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اپنے ممالک سے یہاں آئے تھے' مگر افسوس! آج ان پر زمین تنگ ہو گئی ہے۔ یہ معمولی لوگ نہیں ہیں۔ وزیرستان میں آج جن لوگوں کو تہ تیغ کیا جا رہا ہے' یہ ساری ملت اسلامیہ کی ''کریم'' ہے۔ ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ ہم زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں یہ جان دے کر اللہ سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایک عام مسلمان کی عزت اور جان اللہ کو خانہ کعبہ سے زیادہ پیاری ہے۔ ہم نے کتنے ''خانہ کعبہ''

اسلامی جہاد دنیا میں امن وسلامتی اور عدل وانصاف کے قیام کے لیے ہے' مگر افسوس ہم خود ہی جہاد کو دہشت گردی اور مجاہد کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں

شہید کرا دیئے اور کوئی دکھ بھی نہیں ہوتا' حالانکہ ہمارے "آقاؤں" کے ہاں گھر کا کتا بھی مرجائے تو اس پر بھی وہ تڑپ اٹھتے ہیں۔ کیا بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا ہمارا جرم نہیں ہے؟

6- اسلامی جہاد دنیا میں امن سلامتی اور عدل وانصاف کے لیے ہے' مگر افسوس کہ ہم خود جہاد کو دہشت گردی اور "مجاہد" کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں۔ ہماری اسی پست فکری کا نتیجہ ہے کہ کافروں کو جرأت ہوئی کہ ہمارے نبی کی شان میں بے ادبی کریں۔ ہمارے نبی کی شان میں جو چاہیں کہیں۔ اُنہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ جان گئے ہیں کہ ناچ گانوں میں مست عورتوں کی طرح بزدل' بے حس مسلمان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے' کیا انہیں اتنی دیدہ دلیری کا موقع ہم نے ہی فراہم نہیں کیا؟

7- گوانتاناموبے میں قرآن کی بے ادبی ہوئی۔ یہ قرآن بڑی شان والا ہے۔ لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب عظیم کی بے حرمتی پر بھی ہم ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ہم سے تو اتنا بھی نہ ہوسکا کہ ایک دن سڑکوں پر نکل آتے' حالانکہ افلاس زدہ ملک افغانستان جہاں دو وقت کی روٹی بمشکل ملتی ہے' وہاں لوگوں نے سڑکوں پر نکل کر اس کے خلاف احتجاج کیا اور جانیں دیں؟

8- ہم نے ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کیا جسے اذیتیں دی جاتی رہیں اور بالآخر پھانسی دے دی گئی اور اُس کی پھانسی کی فلم دنیا کو دکھائی گئی۔ اب امریکی صدر بش کے آنے پر صدر مشرف نے انکشاف کیا کہ ہم نے 700 مجاہدین کو گرفتار کر کے امریکہ روانہ کیا۔ اب اُن کا جو حشر ہوگا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ بے دردی سے طویل عرصہ تک قید میں رکھا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ جو اذیت وہ اپنی جان پر کاٹیں گے' اُس کا گناہ کس کے سر جائے گا؟

9- پاکستانیوں کا حافظہ بہت کمزور ہے۔ مکار وعیار ہندو نے سقوطِ ڈھاکہ کی سازش کی تھی' مگر افسوس کہ آج اُن کے ساتھ دوستی' پیار ومحبت' تجارتی تعلقات استوار کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ ہمیں امریکہ کا آرڈر ہے کہ انڈیا کے ساتھ دوستی کرو' حالانکہ دوسری طرف ٹی وی پر بار بار یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ جب سے انڈین سفارت خانے جلال آباد اور قندھار میں کھلے ہیں بلوچستان میں سازشیں شروع ہوگئی ہیں۔ اندریں حالات انڈیا سے دوستی سمجھ سے بالاتر ہے۔ کشمیر کے مسئلے میں ہماری طرف سے "بے انتہا" لچک دکھائی جارہی ہے جبکہ انڈیا کا معاملہ یہ ہے کہ وہ آزاد کشمیر کو بھی ہڑپ کر جانا چاہتا ہے اور ہمیں اس کی ذرا فکر نہیں۔ ہندو' انگریز کی ثقافت کو برابر پھیلایا جارہا ہے۔ ہمارے ہاں غیر اسلامی تہوار' ناچ گانے وغیرہ چل رہے ہیں۔

10- اگرچہ کہنے کو ہم اہلِ سنت ہیں۔ یعنی سنت پر چلنے والے لوگ' مگر ہمارے اعمال اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شب وروز اور مصروفیات یہی تھیں جو ہماری ہیں؟ مقامِ غور ہے کہ قیامت کے دن ہم نبی ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ کیا سارا دن نعتیں پڑھنے یا عید میلاد النبیؐ کے جلوس نکالنے سے مسلمانوں کی تکلیفیں کم ہوجائیں گی' اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوں گی' کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے سے خطرات ٹل جائیں گے۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ساری زندگی جہاد کیا' ساری زندگی قرآنی دعوت کو پھیلایا اور دین کے غلبہ کے لیے جدوجہد کی۔ ہم تو ان میں سے کوئی بھی کام نہیں کر رہے ہیں' پھر "اہل سنت" کیسے کہلوا سکتے ہیں۔

میمونہ عارف شاہ
رحیم یار خان

ندائے خلافت' میثاق اور حکمت قرآن کے
انٹرنیٹ ایڈیشن تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ
www.tanzeem.org
پر ملاحظہ کیجئے۔

یہ امنِ عالم کے داعی

عالم اسلام کی تباہی وبربادی کی علامت

صدر جارج ڈبلیو بش

کی شخصیت پر ایک نظر

اخذ وترجمہ: سردار اعوان

جارج ڈبلیو بش امریکہ کے 43 ویں صدر ہیں۔ انہوں نے 20 جنوری 2001ء کو عہدہ صدارت سنبھالا۔ 2 نومبر 2004ء کو دوسری مرتبہ انتخاب جیت کر 20 جنوری 2004ء کو دوبارہ بطور صدر حلف اٹھایا۔ اس سے قبل وہ 6 سال تک ٹیکساس کے گورنر رہے۔

صدر بش 6 جولائی 1946ء کو نیو ہیون New Haven, کنیکٹیکٹ (Connecticut) میں پیدا ہوئے اور مڈلینڈ' ہوسٹن ٹیکساس میں پلے بڑھے۔ 1968ء میں ییل (yale) یونیورسٹی سے ہسٹری میں بی۔ اے کیا اور ٹیکساس ایئر نیشنل گارڈ میں F-102 کے فائٹر پائیلٹ کے طور پر خدمات انجام دی۔ ہاورڈ بزنس سکول سے 1975ء میں ایڈمنسٹریشن میں ماسٹر کیا جس کے بعد کاروبار سے منسلک ہوگئے۔

صدر بش کا تعلق ایک امیر کبیر خاندان سے ہے۔ انہوں نے خود بھی بے پناہ دولت جمع کی ہے۔ ظلم' زیادتی جو دولت مندوں کا شیوہ ہے' ان کے خمیر میں شامل ہے۔ آج پوری دنیا پر ان کی دہشت چھائی ہے۔ ان کی حفاظت ایک اعلیٰ ترین سیاہ رنگ کی وردی میں ملبوس سیاہ چشمہ پہنے "خفیہ" گارڈ کے ذمہ ہے۔ وہ تاریخ انسانی کی سب سے طاقتور فوج کے سربراہ ہیں۔ اس طرح دنیا کے کروڑوں انسانوں کی جانیں ان کے ہاتھ میں ہیں' جس کا ایک مظاہرہ گزشتہ چند سالوں میں لوگوں نے افغانستان اور عراق میں آسمان سے برسنے والی آگ کی شکل میں دیکھا ہے۔ ان کی پسندیدہ شخصیات بلیئر' پوٹن اور شیرون ہیں جن کے اپنے ہاتھ خون سے رنگین ہے۔

بش کی کردار سازی میں عیسائیوں کے ایک سخت گیر فرقہ کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ وہ دنیا میں قتل وغارت گری خدا کا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔ ان کی رو سے "غیر مہذب" انسانوں کے خاتمہ میں دنیا کا بھلا ہے۔ یہ ذمہ داری صدر بش کو امریکہ اور خاندان سے ورثہ میں ملی ہے۔ ان کے والد' بش سینئر نے اپنے صدارتی دور میں پاناما اور عراق کے بے گناہ لوگوں کو جس طرح ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ صدر بش جیری فال ویل Jerry Falwell' اورل رابرٹس اور دالیف ریڈ جیسے انتہا پسند مذہبی رہنماؤں کے پیروکار ہیں۔ ان کے سیاسی مشیر بھی اس طرح کے پر تشدد اور انتہا پسندانہ رجحان کے حامل ہیں۔ صدر بش کے قبضہ میں ہزاروں ہائیڈروجن [illegible] ایٹمی ہتھیاروں اور میزائلوں پر مشتمل دنیا کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جو پوری دنیا کو ایک درجن سے زائد مرتبہ نیست ونابود کرسکتا ہے۔ اس کی ہلکی سی جھلک دنیا والوں نے ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی کی صورت میں دیکھی تھی یا اب افغانستان اور عراق میں دیکھ رہے ہیں۔ شروع میں صدر بش معمولی ذہن کے مالک دکھائی دیئے لیکن افغانستان کے خلاف اقدام کے بعد سے وہ تباہی اور بربادی کی علامت بن گئے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں سے اُن کی عداوت اور دشمنی اتنی واضح ہے کہ اُس پر کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔

دعوت حق کی قبولیت میں سب سے بڑی رکاوٹ

نفس امارہ

شازیہ کامران

راہ حق پر چلنا آسان نہیں' مشکل کام ہے۔ انسان کا نفس طبعاً آزادی پسند ہے اور دین نفس کی بے لگام آزادی سلب کر لیتا ہے۔ انسان ہر قسم کے لطف وعیش کا دلدادہ ہے لیکن دین کی پابندیاں آڑے آتی ہیں اور ایک حد سے آگے بڑھنے سے روکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص فسق وگناہ کی دعوت دیتا ہے تو یہ دعوت طبع انسانی کے موافق ہوتی ہے اور انسان اس کی طرف لپکتا ہوا چلا جاتا ہے جیسے پانی ڈھلوان کی طرف بہتا ہے۔

پہاڑ کی چوٹی پر اٹکا ہوا پتھر نیچے کی طرف لڑھکانے اور گرانے کے لیے کسی زور یا مشقت کی ضرورت نہیں۔ ذرا چھیڑ دیجیے' آپ سے آپ نیچے کی طرف لڑھکتا چلا جائے گا لیکن اگر اسی پتھر کو واپس پہاڑ کی طرف پہنچانا چاہیں تو مشقت برداشت کرنی ہو گی۔ یہی مثال انسان پر صادق آتی ہے۔ انسان کو برائی کی طرف بلانا آسان ہے اور بھلائی کی طرف اسے دعوت دینا بہت مشکل ہے۔

آپ سے جب ایک بے راہ دوست یہ کہے کہ آج فلاں جگہ ایک حسینہ کا عریاں رقص ہو رہا ہے تو آپ کی طبیعت فوراً اس طرف مائل ہو گی۔ خواہشات نفسانی ادھر جانے پر اکسائیں گی۔ ہزاروں شیطان آپ کو جانے پر مجبور کریں گے اور آپ اس طرف کھنچے چلے جائیں گے۔ آپ کو پتا بھی نہ چلے گا کہ آپ رقص گاہ کے دروازے پر پہنچ چکے ہوں گے۔ اب اگر کوئی ناصح یہ چاہے کہ آپ وہاں سے واپس لوٹ جائیں تو آپ کے لیے اس کی نصیحت ماننا اپنے نفس کا مقابلہ کرنا اور دل کی خواہش کو رد کرنا نہایت مشکل کام ہے۔

چونکہ انسان آسانی سے اپنی خواہشات پر قابو نہیں پا سکتا' یہی وجہ ہے کہ برائی کی طرف دعوت دینے والوں کو کسی قسم کی زحمت نہیں اٹھانا پڑتی اور انسان شیطان کے دام فریب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس بھلائی اور خیر کی دعوت دینے والوں اور نصیحت کرنے والوں کو مشقت اور تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے۔ بدی کی طرف بلانے والوں کے پاس ہر وہ سامان ہوتا ہے' جس کی طرف نفس انسانی راغب ہوتا ہے۔ ننگی عورتیں ہیں' بری خواہشات کی تسکین ہے' لذات کام ودہن ہے' فردوس ہوش وگوش ہے' قلب ونظر اور جسم ونفس کے لیے ہر طرح کی لطف اندوزی کا انتظام واہتمام موجود ہے اور خیر کی طرف دعوت دینے والوں کے پاس ترغیب کے لیے اس قسم کا سامان نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کی رضا اور جنت کی نوید جانفزا سناتے ہیں مگر مادہ پرست نفس کو ان کی پروا نہیں ہوتی۔ وہ تو نقد اور فوری نفع' لذت اور آسائش مانگتا ہے۔

انسان ہمیشہ مشکل کے مقابلے میں آسانی کو ترجیح دیتا ہے اور آسانی کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ایک تاجر جو صاف دیکھ رہا ہے کہ سودی کاروبار میں اسے بغیر کسی محنت ومشقت کے نفع حاصل ہو سکتا ہے' اس کا جی اس نفع کی خاطر للچائے گا لیکن داعی الی الحق کہے گا کہ یہ ناجائز ہے' اس کا لالچ نہ کرو' اور متوقع نفع چھوڑ دو۔ یعنی جو مال فوراً حاصل ہو رہا ہے اسے ہاتھ نہ لگاؤ اور نقصان اٹھا لو۔

ایک ملازم اپنے ساتھی کو رشوت لیتے اور ایک منٹ میں چھ ماہ کی تنخواہ کے برابر مال حاصل کرتے دیکھتا ہے۔ پھر عالم تصور میں اسے نظر آتا ہے کہ ساتھی خوش حال ہو گیا ہے اور اپنی مدت سے رکی ہوئی ضرورتیں بڑی آسانی سے پوری کر رہا ہے۔ اسی حالت میں حضرت ناصح آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ایسا نہ کرو اور یہ فوائد جو اس نے حاصل کیے ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جانا۔ ناصح کہتا ہے کہ ان یقینی اور فوراً حاصل ہو سکنے والی ناجائز لذتوں سے بچو' تاکہ تمہیں مستقبل کی غیر مرئی نعمتیں حاصل ہوں۔ جو کچھ سامنے نظر آ رہا ہے اسے نہ نظر آنے والے اور نہ محسوس ہونے والے فوائد کی خاطر ہاتھ نہ لگاؤ۔ اپنے نفس اور دل کا کہنا نہ مانو بلکہ ان کی مخالفت کرو۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ طبع انسانی پر گراں گزرے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فضیلت اور بلند مرتبہ تک پہنچانے والا ہر عمل نفسِ انسانی پر گراں گزرتا ہے کیونکہ بلند مرتبہ حاصل کرنے کے لیے انسان کو یقیناً محنت ومشقت اور جدوجہد کرنا پڑے گی۔ ایک عالم کا عیش وتفریح کی محفل چھوڑ کر پڑھنے پڑھانے کے کام میں جُت جانا طبیعت کے لیے ناگوار ہے۔ طالب علم کا ٹیلی ویژن چھوڑ کر کتابیں پڑھنے پر توجہ دینا نفس پر گراں گزرتا ہے۔ صبح کے وقت میٹھی نیند میں مخمور شخص کا آرام دہ بستر چھوڑ کر نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہونا طبع انسانی پر بوجھ بنتا ہے۔ اسی طرح اپنے گھر بار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر جہاد کے لیے جانا تکلیف دہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کو گناہ کی طرف مائل لوگ نیک لوگوں سے زیادہ نظر آئیں گے۔ غفلت کے مارے اور گمراہی میں بھٹکے ہوئے افراد کی تعداد ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر چلتے ہیں۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ بے سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے اکثریت کا اتباع کرنا انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور یہ گمراہی نفس کے بہکاوے کا نتیجہ ہوتی ہے۔

> بدی کی طرف بلانے والوں کے پاس ہر وہ سامان ہوتا ہے' جس کی طرف نفس انسانی راغب ہوتا ہے اور خیر کی طرف دعوت دینے والے اللہ کی رضا اور جنت کی نوید سناتے ہیں مگر مادہ پرست نفس کو ان کی پروا نہیں ہوتی۔ وہ تو نقد اور فوری نفع' لذت اور آسائش مانگتا ہے

اعتذار

ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 12 میں ''یورپ کی روشن خیالی'' کے عنوان سے سید افتخار احمد کے نام سے جو تحریر چھپی ہے وہ ان کا مراسلہ تھا۔ اس میں کمپوزر کی غلطی سے ''بشکریہ بیدار ڈائجسٹ'' کے الفاظ چھپنے سے رہ گئے۔ ادارہ اس کے لیے معذرت خواہ ہے۔

ضرورت رشتہ

دوشیزہ عمر 24 سال' تعلیم ایم اے ایجوکیشن' ذات راجپوت سلہری' صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانے سے موزوں رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ:

تیمور شبیر :0301-6898619

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

سانحہ نشتر پارک

ایک طویل سازش

یاسر محمد خان

کریمٹ روز ویلٹ پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں سی آئی اے کا ایک بڑا افسر تھا۔ اس نے اپنے شاعرانہ دماغ اور اپنی حیران کن صلاحیتوں سے امریکن سی آئی اے کو دنیا کی سب سے بڑی خفیہ ایجنسی بنا دیا۔ کریمٹ امریکا کے سابق صدر روز ویلٹ کا پوتا تھا۔ اس کے دادا اور والد اسے سیاست میں لانا چاہتے تھے لیکن اس کے اندر جاسوسی کی خداداد صلاحیتیں تھیں۔ چنانچہ وہ سی آئی اے میں بھرتی ہوا اور ترقی کرتے کرتے اعلیٰ عہدے تک پہنچ گیا۔ اس نے زندگی میں بے شمار آپریشن کیے لیکن ایران میں وزیر اعظم مصدق کی حکومت کا تختہ الٹنا اس کا وہ کارنامہ تھا جس نے کریمٹ کو بین الاقوامی شہرت بخش دی۔

یہ اس کا اس نوعیت کا پہلا آپریشن تھا۔ اس آپریشن کی کامیابی کے بعد کریمٹ کی ترقی کو پر لگ گئے اور وہ مارتا دھاڑتا ہوا امریکا کا سب سے اہم شخص بن گیا اور امریکا میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب کہا جاتا تھا: ”اگر کریمٹ آپ کے ساتھ ہے تو دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں۔“ وہ 60ء کی دہائی میں امریکا میں اس قدر مشہور تھا کہ اگر کسی اسکول کے بچے سے پوچھا جاتا کہ امریکا کا آزادی کا مجسمہ کس نے بنایا تھا یا ایونیو پارک کو نیوجرسی سے ملانے والا پل کس نے بنایا تھا یا ایٹم بم کس نے ایجاد کیا ہے یا چاند پر کس انسان نے پہلا قدم رکھا تھا؟ تو وہ آنکھیں بند کر کے نعرہ لگا دیتا تھا: ”کریمٹ روز ویلٹ نے۔“ کریمٹ روز ویلٹ امریکا کا پہلا سرکاری ملازم تھا جسے ہالی وڈ کے اداکاروں جتنی شہرت ملی۔ لوگ اُس کے آٹو گراف لیا کرتے تھے اور اُس کے ساتھ تصاویر بنانا اپنے لیے بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔ ہم بات آگے چلانے سے پہلے کریمٹ روز ویلٹ کے پہلے بین الاقوامی آپریشن پر ذرا سی روشنی ڈالیں گے۔ اس سے قارئین کو کریمٹ اور اس کے فلسفے کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔

1952ء میں مصدق ایران کے وزیر اعظم بن گئے۔ اس وقت ایران میں تازہ تازہ تیل نکلا تھا اور ایران امریکا اور یورپ کے لیے انتہائی اہمیت اختیار کر گیا تھا۔ مصدق ایک اچھی فکر کے حامل رہنما تھے جن کا خیال تھا کہ تمام مسلمان ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا چاہیے اور انہیں جمع ہو کر دشمنوں کے خلاف اجتماعی جدوجہد کرنی چاہیے۔ وہ ایرانی معاشرے کو بھی اسلامی شکل دینا چاہتے تھے۔ وہ امریکا کے خلاف اور سوویت یونین کے قریب تھے۔ ان کا کہنا تھا: سات سمندر پار ملکوں کو اپنا دوست بنانے کے لیے اپنے ہمسایوں کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا: سوویت یونین ان کا ہمسایہ جبکہ امریکا ایران سے 22 گھنٹے کے فضائی فاصلے پر ہے' لہٰذا اگر ہم نے ایران کی سرحدوں کے باہر کسی کو دوست بنانا ہے تو ہمیں سب سے پہلے سوویت یونین کو اپنا دوست بنانا چاہیے۔ انہوں نے سوویت یونین کی لیڈر شپ سے مذاکرات اور ملاقاتیں بھی شروع کر دیں۔ یہ سارے آثار امریکا کے ڈیزائن اور خواہشات کے خلاف تھے۔ امریکا کا خیال تھا: اگر مصدق زیادہ عرصے تک ایران کے حکمران رہ گئے تو نہ صرف ایران امریکا کے ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ زیادہ تر اسلامی ممالک مصدق کی سوچ میں رنگ جائیں گے۔ چنانچہ امریکا نے مصدق کا تختہ الٹنے کا فیصلہ کر لیا۔

یہ کام کریمٹ کو سونپا گیا۔ کریمٹ ایک ملین ڈالر لے کر ایران گیا اور اس نے وہاں مصدق کے خلاف سازشوں کے جال بننا شروع کر دیے۔ وہ ایک سال میں کامیاب ہو گیا' مصدق کی حکومت ختم ہو گئی اور کریمٹ نے سی آئی اے کے جاسوس جنرل زاہدی کو وزیر اعظم بنوا دیا۔ جنرل زاہدی نے شاہ ایران کا اقتدار مضبوط کیا اور اپنا کام پورا کر کے فارغ ہو گیا۔ کریمٹ ڈاکٹر مصدق کی حکومت توڑنے کے بعد واپس پہنچا تو اس وقت کے صدر آئزن ہاور نے ائیرپورٹ پر جا کر اس کا استقبال کیا۔ کریمٹ کو گلے لگایا اور تھپکی دے کر کہا: ”جب تک امریکی مائیں کریمٹ جیسے بچے پیدا کرتی رہیں گی دنیا میں امریکی سوچ کو زوال نہیں آئے گا۔“ کریمٹ کے اس آپریشن کے بعد امریکا میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ امریکی ڈالر میں اتنی طاقت ہے کہ وہ مصدق تک کا تختہ الٹ سکتا ہے۔

> **کریمٹ کہتا ہے:**
> ہماری جیسی حکومتوں کو چاہیے وہ اول تو اپنے دشمن ملکوں میں کوئی جینوئن مذہبی رہنما پیدا نہ ہونے دیں اور اگر یہ لوگ پیدا ہی ہو جائیں تو انہیں کرپٹ قرار دیں یا پھر قتل کرا دیں

یہ تھا کریمٹ کا پس منظر۔ اب آتے ہیں ہم اپنے موضوع کی طرف۔ کریمٹ نے پچاس کی دہائی میں حکومتیں توڑنے' معاشروں کے تار پود ہلانے اور فکری اور نظریاتی تبدیلیوں کا ایک فارمولا دیا تھا۔ یہ فارمولا دنیا میں اس وقت کریمٹ فارمولے کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس فارمولے کے چار بڑے عناصر تھے: پہلا عنصر' سماجی تبدیلی ہے۔ کریمٹ کا کہنا تھا: جب تک آپ کسی معاشرے کا مزاج نہیں بدلتے' جب تک آپ اس معاشرے کی مثبت اور مضبوط روایات کی جڑیں نہیں ہلاتے اس وقت تک آپ اس معاشرے' اس ملک میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں لا سکتے۔ اس کا بڑا مشہور قول تھا: ”آپ کسی صورت حال سے فائدہ تو اٹھا سکتے ہیں لیکن آپ صورت حال پیدا نہیں کر سکتے۔“ اس کا کہنا تھا کسی صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے لیے پہلے صورت حال کا ہونا ضروری ہے اور صورت حال ایک لانگ ٹرم منصوبہ ہوتی ہے' ایک رات میں جنم نہیں لیتی۔ اس کے لیے آپ کو کسان کی طرح باقاعدہ کاشت کاری کرنا پڑتی ہے۔

اس کے فارمولے کا دوسرا پہلو پناہ گاہیں تھیں۔ اس کا کہنا تھا: جب تک شیر کے پاس چھپنے اور رہنے کے لیے غار موجود ہے' آپ اس کا شکار نہیں کر سکتے۔ اس کا خیال تھا: پناہ گاہ ایک احساسِ تحفظ کا نام ہے' جب آپ کے پاس پناہ گاہ نہیں ہوتی تو آپ کمزور ہو جاتے ہیں اور یہ کمزوری آپ کو سمجھوتے پر مجبور کر دیتی ہے اور سمجھوتہ شکست کی علامت ہوتا ہے۔ وہ کہتا تھا: اگر آپ دشمن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کی ساری پناہ گاہیں تباہ کریں' اسے غار سے باہر نکالیں اور اس کے بعد اس کا شکار کریں۔ اس کا کہنا تھا: اگر آپ کے لیے دشمن کی پناہ گاہیں ختم کرنا ممکن نہ ہو تو بھی آپ اس کے دل میں پناہ گاہ کی کمزوری کا شک ضرور پیدا کر دیں۔ اگر ایک بار اس کے دل میں شک پڑ گیا تو اسے نیند نہیں آئے گی' وہ کسی دوسری پناہ گاہ کی تلاش میں باہر نکلے گا اور آپ اس وقفے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو شکار کر لیں۔

اس کے فارمولے کا تیسرا پہلو لوگوں کا لیڈر شپ پر اعتماد ختم کرنا تھا۔ اس کا کہنا تھا: یہ لیڈر ہی ہوتے ہیں جو لوگوں کے ہجوم کو قوم بناتے ہیں۔ اگر صحرائے گوبی کے چند چرواہوں کو ایک اچھا لیڈر مل جائے تو وہ چنگیز خان کا لشکر بن جاتے اور اس کے بعد پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ اس کا کہنا تھا: آپ اپنے دشمن ملک میں کوئی جینوئن لیڈر نہ ابھرنے دیں' جونہی کوئی ایسا لیڈر ابھرنے لگے تو اسے مروا دیں یا پھر لوگوں کے دلوں میں اس کے بارے میں شبہ پیدا کر دیں۔ اس کا کہنا تھا: آپ کے دشمن ملک کے لوگوں میں سیاست اور سیاست دانوں کے بارے میں منفی رائے ہونی چاہیے۔ ان کے سامنے جب بھی کسی سیاست دان کا نام لیا جائے تو اس کے دماغ میں ایک ایسے شخص کی تصویر آ جائے جو انتہائی برا' لالچی اور ظالم ہو۔

اس کے فارمولے کا چوتھا اور آخری پہلو مذہبی طبقے کے بارے میں تھا۔ اس کا کہنا تھا: کسی معاشرے کے سب سے مضبوط لوگ وہاں کے مذہبی رہنما ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے کہنے پر جان تک دے دیتے ہیں' لہٰذا ہماری جیسی حکومتوں کو چاہیے وہ

اوّل تو اپنے دشمن ملکوں میں کوئی جینوئن مذہبی رہنما پیدا نہ ہونے دیں اور اگر یہ لوگ پیدا ہو جائیں تو انہیں کرپٹ قرار دیں یا پھر قتل کرا دیں۔ یہ کریمٹ کا چار نکاتی فارمولا تھا۔

کریمٹ کا یہ فارمولا سی آئی اے کی پالیسی کا حصہ ہے اور اس پالیسی پر عمل درآمد کرتے ہوئے سی آئی اے نے پچھلے پچاس برسوں میں پوری دنیا میں آپریشن کیے۔ سی آئی اے نے بے شمار نئی حکومتیں بنائیں اور بے شمار حکومتیں برباد کیں۔ سی آئی اے نے اس فارمولے پر عملدرآمد کرتے ہوئے دنیا کے بے شمار ممالک کے حالات کو آگے پیچھے کیا۔ بے شمار ممالک کے نظریات' افکار اور خیالات بدل دیے۔ سی آئی اے نے پوری دنیا کا کلچر بدل دیا۔ میں نے پچھلے دنوں بش انتظامیہ کے بارے میں ایک دلچسپ کتاب پڑھی۔ اس کتاب میں یہ انکشاف تھا: 9 اکتوبر 2001ء کے بعد صدر بش اور ان کے رفقاء نے ایک لمبی چوڑی میٹنگ کی جس میں فیصلہ ہوا کہ امریکا کو سب سے پہلے اپنے دشمنوں کا فیصلہ کرنا چاہئے اور اس کے بعد ان دشمنوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دینا چاہئے۔ امریکا کو پہلے حصے کے دشمن ملکوں کی حکومتیں بدل دینی چاہئیں۔ جبکہ دوسرے ممالک کا کلچر تبدیل کر دینا چاہئے۔

اس کتاب میں انکشاف تھا کہ اس میٹنگ میں امریکا نے 8 ممالک کو اپنا دشمن قرار دیا۔ یہ ممالک افغانستان' عراق' ایران' سعودی عرب' پاکستان' سوڈان' شام اور شمالی کوریا تھے۔ امریکی انتظامیہ نے آگے چل کر ان ممالک کی دو فہرستیں بنائیں۔ پہلی فہرست میں افغانستان' عراق اور ایران شامل تھے۔ امریکی انتظامیہ کا خیال تھا کہ افغانستان عراق اور ایران کی حکومتوں کو بدل دیا جائے اور بقیہ ممالک کی ثقافت بدل دینی چاہئے۔ ان ممالک کو روشن خیال اور اعتدال پسند بنا دینا چاہئے۔ میں نے جب یہ کتاب پڑھی اور اس کے بعد پاکستان میں پچھلے پانچ برسوں میں آنے والی بڑی بڑی تبدیلیوں کا جائزہ لیا تو مجھے محسوس ہوا کہ امریکی انتظامیہ نے نہ صرف اس منصوبے پر فوری طور پر عمل شروع کر دیا بلکہ اس کام کے لیے کریمٹ فارمولا استعمال کیا جا رہا ہے۔ امریکی انتظامیہ 1952ء کے فارمولے سے پاکستان میں بنیادی تبدیلیاں لا رہی ہے۔

اب میں آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں۔ آپ پاکستان میں پچھلے پانچ برسوں میں آنے والی بڑی بڑی تبدیلیوں کا تجزیہ کریں۔ آپ کو اپنے معاشرے میں کریمٹ فارمولا صاف دکھائی دے گا۔ آپ کریمٹ فارمولے کو دوبارہ پڑھیں۔ اس کا پہلا نقطہ تھا: حالات پیدا کرنا' ثقافت اور نظریات بدلنا۔ آپ 2001ء کے بعد کے عرصے کا جائزہ لیں۔ ہمارے ملک میں اسلام کو اچانک پیچھے دھکیل کر اس کی جگہ روشن خیالی کو بٹھا دیا گیا۔ اس عرصے میں ملک میں 40 نئے چینل بنے اور ان چینلوں سے فحاشی اور عریانی پھیلائی جانے لگی۔ ذرا سوچئے! ان چینلوں کے فنانسر (خرچ کرنے والے) کون ہیں؟ اس ملک میں اس راز سے کوئی شخص واقف نہیں۔ حکومت نے 126 کے قریب ریڈیو کے لائسنس جاری کیے۔ ان میں سے زیادہ تر ایف ایم ریڈیو چینل لگا کر سنیں آپ کے کان سرخ ہو جائیں گے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی' ان چینلوں سے چوبیس گھنٹے خرافات اور مخرب الاخلاق باتیں نشر ہوتی ہیں۔ یہ ریڈیو پاکستان کی نئی نسل کے اخلاق برباد کر رہے ہیں۔

آج ملک میں روشن خیالی کے نام پر اسلام کے خلاف اقدامات کئے جا رہے ہیں' قوم کی روایات اور ثقافت بدلی جا رہی ہے۔ یہ سب گریمٹ فارمولا کا حصہ ہے

آپ پاکستان کے تہواروں میں آنے والی تبدیلی دیکھیں۔ اس ملک میں اب ویلنٹائن ڈے' بسنت اور نیو ائیر نائٹس منائی جاتی ہیں۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ اس وقت ملک میں شراب اور طوائف گیری عام ہو چکی ہے اور پولیس ان واقعات پر کان لپیٹ کر چپ چاپ بیٹھی ہے۔ پاکستان میں ایسے ریستوران' ورزش کے سینٹر اور کلب بن رہے ہیں جن میں مرد اور عورتیں جوڑوں کی شکل میں داخل ہوتے ہیں اور ان کلبوں میں کوئی اکیلی عورت جا سکتی ہے اور نہ ہی مرد۔ پاکستان میں گھر سے بھاگنے والی خواتین کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اور ان تمام خواتین کو یورپ اور امریکا کی این جی اوز قانونی تحفظ دیتی ہیں اور پاکستان میں اندر ہی اندر ایسے ادارے بنائے جا رہے ہیں جو نوجوانوں کو محبت کی شادی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے......؟ یہ کریمٹ فارمولا ہے اور اس فارمولے کے تحت اس ملک کی روایات اور ثقافت بدلی جا رہی ہے۔

اب آتے ہیں کریمٹ فارمولے کے دوسرے نقطے کی طرف۔ کریمٹ نے کہا تھا: ''آپ اس ملک کے لوگوں کی پناہ گاہیں تباہ کریں۔'' آپ اس نقطے کو ذہن میں رکھ کر ایک سوال کا جواب دیں۔ اسلامی ممالک میں عوام کے لیے سب سے بڑی اور مضبوط پناہ گاہ کون سی ہوتی ہے؟ جی ہاں! عبادت گاہیں' درس گاہیں اور مسجدیں۔ یہ اسلامی ممالک کی سب سے بڑی پناہ گاہیں ہوتی ہیں۔ ان پناہ گاہوں میں پہنچ کر انسان کے سارے دکھ ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان کو محسوس ہوتا ہے وہ جیسے گرم دوپہر سے نکل کر ماں کی گود میں آ گیا ہے۔ یہ پناہ گاہیں انسانوں کو تحفظ کا احساس بھی دلاتی ہیں اور اس کی جائز ضروریات بھی پوری کرتی ہیں۔ یہ اسے روٹی بھی دیتی ہیں' پانی بھی اور رہنے اور سونے کی جگہ بھی۔ دشمن اس چیز سے واقف ہے لہٰذا اس نے ہماری یہ پناہ گاہیں توڑنا شروع کر دی ہیں۔ یہ آئے روز کے بم دھماکے کیا ہیں......؟ یہ ہمیں ہماری پناہ گاہوں سے محروم کرنے کی گہری سازش ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے دشمن ہمیں مسجد اور مدرسہ سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس نقطے کو سامنے رکھ کر نشتر پارک کے واقعے کا تجزیہ کریں۔ 11 اپریل کو نشتر پارک میں سیرت النبیؐ کا جلسہ تھا۔ دشمن کو اس محفل میں بم دھماکے کا کیا فائدہ ہوا......؟ اس نے مذہبی تقریبات کو خوف کی علامت بنا دیا۔ اس واقعے کے بعد پاکستانی مسلمان کسی بھی مذہبی اجتماع میں جانے سے پہلے سو سو بار سوچیں گے۔ دشمن نے مسجد اور مدرسہ جانے والوں کا اعتماد توڑ دیا۔ اس نے ہم سے ہماری پناہ گاہیں چھین لیں۔ یہ سب کریمٹ فارمولے کا حصہ ہے۔

اس فارمولے کا تیسرا جز لیڈر شپ تھا۔ اس نے کہا تھا: ''آپ دشمن ممالک میں کوئی جینوئن لیڈر شپ پیدا نہ ہونے دیں۔'' آپ پاکستان کے سیاسی حالات کا تجزیہ کریں۔ آپ کو محسوس ہو گا کوئی ان دیکھا ہاتھ پاکستان کے سیاسی رہنماؤں کی کردار کشی کر رہا ہے۔ پاکستان میں جو بھی سیاسی رہنما ابھر کر سامنے آتا ہے' سازش کے ذریعے اسے جیل بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس فارمولے کا آخری جز مذہبی رہنماؤں کے بارے میں تھا۔ کریمٹ نے کہا تھا: ''دشمن ممالک میں کوئی مذہبی رہنما نہ ابھرنے دیں اور جو ابھر چکے ہیں انہیں اپنے ساتھ ملا لیں' انہیں بدنام کر دیں یا پھر قتل کرا دیں۔'' آپ پاکستان کے پچھلے پانچ برسوں کی تاریخ نکال کر دیکھ لیں۔ آپ یہ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ پاکستان پچھلے پانچ برسوں میں جتنے مذہبی رہنما شہید ہوئے' اتنے علماء پچھلے پچاس برسوں میں نہیں ہوئے۔ یہ سب کیا ہے......؟ یہ کریمٹ فارمولا ہے اور اس فارمولے کے تحت پاکستان میں علمائے کرام اور مذہبی رہنماؤں کو شہید کیا جا رہا ہے۔

میں آخری سطروں میں یہ انکشاف بھی کرتا چلوں 2001ء میں پاکستان کے ایسے علمائے کرام کی ایک فہرست تیار کی گئی تھی جس میں ان علمائے کرام کے نام شامل کیے گئے ہیں جو روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ بعض نادیدہ طاقتوں کا فیصلہ ہے جب تک یہ لوگ زندہ ہیں اس ملک کی ثقافت نہیں بدلے گی۔ چنانچہ یہ لوگ ایک ایک کر کے ان علمائے کرام کو راستے سے ہٹانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ اس فہرست میں پورے پاکستان کے 290 علمائے کرام شامل ہیں۔

9 اکتوبر 2001ء کے بعد صدر بش اور ان کے رفقاء نے ایک لمبی چوڑی میٹنگ کی جس میں امریکا نے 8 ممالک کو اپنا دشمن قرار دیا۔ یہ ممالک افغانستان' عراق' ایران' سعودی عرب' پاکستان' سوڈان' شام اور شمالی کوریا تھے

اگر آپ ان حقائق کو سامنے رکھ کر نشتر پارک کے سانحے کا جائزہ لیں گے تو آپ کو ساری بات سمجھ آ جائے گی۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا' اس ملک میں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے؟ (بشکریہ ہفت روزہ ''ضرب مؤمن'')

دعوتی سرگرمیاں بذریعہ بک سٹال

راقم اپنے اسرے کے ساتھیوں کی مدد سے ماڈل ٹاؤن جی بلاک کی جامع مسجد کے باہر مسلسل تین جمعوں سے تنظیم اسلامی کی کتابوں اور سی ڈیز پر مشتمل سٹال لگا رہا ہے۔ پہلے جمعہ میں ایک دروازے پر اور اگلے دو جمعوں میں دوسرے دروازے پر بھی سٹال کا اہتمام کیا گیا۔ مسجد ہذا میں کم وبیش پانچ سو افراد نماز جمعہ میں شریک ہوتے ہیں۔

ان تین جمعوں کو لگائے جانے والے سٹالوں سے کم از کم تیس افراد نے استفادہ کیا۔ جس چیز نے لوگوں کے لیے سٹال کو پُرکشش بنایا' وہ سٹال کیساتھ لگا ہوا رعایتی قیمت کا بورڈ ''دینی کتابیں اور سی ڈیز آدھی قیمت پر دستیاب ہیں'' تھا۔ بورڈ پر تنظیم اسلامی کا ویب سائٹ ایڈریس www.tanzeem.org بھی لکھا گیا تاکہ بعد میں لوگ اس کے ذریعے ہماری ویب سائٹ پر موجود کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کر سکیں اور آڈیوز کو سن سکیں۔ الحمدللہ ویب سائٹ اب پہلے سے بہت بہتر ہو چکی ہے اور مزید بہتری کے مراحلے طے کر رہی ہے۔

ان سٹالوں پر صرف اہم دینی و فکری مضامین پر مبنی کتابیں اور سی ڈیز رکھی گئی ہیں جیسے فرائض دینی کا جامع تصور' بیعت کی اہمیت' حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے' رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب' مطالبات دین وغیرہ۔ جن لوگوں کی ڈیمانڈ اس وقت پوری نہ کی جا سکی' ان کے پتے اور فون نمبرز لے لئے گئے اور بعد میں ان کے گھروں پر مطلوبہ چیزیں مہیا کی گئیں' اور ساتھ ہی ان کو اس علاقے میں ہونے والے دروسِ قرآن میں شمولیت کی دعوت بھی دی گئی۔

بہر حال جامع مسجد کے باہر جمعہ کی نماز کے بعد سٹال لگانے کی مہم بہت مفید ثابت ہوئی اور راقم کی رائے ہے کہ مقامی تناظیم کی مدد سے اسروں میں متحرک سٹال لگانے کی Activity ضرور ہونی چاہئے۔ (رپورٹ: عاطف عماد)

نئے شامل ہونے والے رفقاء سے امیر حلقہ لاہور کی ملاقات

16 اپریل بروز اتوار صبح 10 بجے قرآن اکیڈمی کے خواتین ہال میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کا امیر حلقہ سے تعارف کا پروگرام منعقد ہوا۔

امیر حلقہ نے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ انہوں نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے پروگرام وقت مقررہ پر شروع ہو جاتے ہیں۔ سورۃ العصر کے حوالے سے تذکیری گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو خسارے سے بچنے کی صورت بیان کی ہے' کوئی اعلیٰ درجے کی کامیابی کے مراحل نہیں بیان کئے گئے۔ اس کے بعد رفقاء نے نام، تعلیم، پیشہ، رہائش، کب تنظیم میں شامل ہوئے اور تنظیم سے تعارف کیسے ہوا؟ کے عنوانات کے تحت اپنا تعارف کرایا۔ بعض رفقاء نے اپنی ذہنی اور قلبی اطمینان کے مراحل کا بھی تذکرہ کیا۔ یہ پروگرام خاصا ایمان افروز رہا۔

رفقاء کے تعارفی پروگرام کے بعد امیر حلقہ نے رفقاء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ تنظیم میں شامل ہو گئے ہیں' اس لئے اب آپ کی دو ذمہ داریاں ہیں۔ پہلی یہ کہ اب آپ کو داعی بننا ہوگا۔ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانا ہوگا اور اس کام کے لئے جس کے اندر جو صلاحیت ہے اس کو اس کام کے لئے استعمال کرنا ہوگا۔ اور چونکہ کام کرنے کے لئے کام سمجھنا ضروری ہے اور کام سیکھنے کے لئے عمر کی کوئی حد نہیں ہے۔ یہ تو مہد سے لحد تک کا کام ہے۔ لہٰذا دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ آپ جلد سے جلد مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کریں تاکہ آپ پر یہ فکر پوری طرح واضح ہو جائے۔ اس کام کا منظر وپس منظر پوری طرح سامنے آ جائے۔

اس کے بعد امیر حلقہ نے ملٹی میڈیا کی مدد سے امیر تنظیم اسلامی اور مرکزی ٹیم کا تعارف کرایا۔ تنظیم کے حلقہ جات کا بھی تعارف کرایا اور ذاتی احتسابی یادداشت کے حوالے سے خصوصی گفتگو کی۔ اور بتایا کہ یہ کس طرح دینی تقاضوں کو پورا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے بعد ایک ساتھی نے دینی فرائض کے جامع تصور کے عنوان سے مختصر اور جامع گفتگو کی۔ پروگرام کے خاتمے پر نماز ظہر کے بعد ظہرانہ ہوا اور یوں پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: محمد یونس)

راہ حق کے راہی

مردِ دعوتِ حق: بھائی عبدالغفور

رؤف اکبر

محترم عبدالغفور صاحب رب جاہی دنیوی زندگی کا دور مکمل کر کے 30 مارچ 2006ء مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ میری آپ کیساتھ کافی عرصہ رفاقت رہی۔ آپ اپنی ذات میں ایک تنظیم تھے۔ کئی خوبیوں واوصاف کے مالک تھے۔

آپ پر دعوت دین کی ایک جنونی کیفیت طاری رہتی تھی۔ جب آپ ملازمت کے سلسلے میں ابوظہبی میں تھے' اُس وقت بھی جب چھٹی پر وطن واپس آتے دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آتے ہی اگلے دن دعوتی کاموں میں یوں مصروف ہو جاتے تھے جیسے دعوتی کاموں ہی کے لیے چھٹی آئے تھے۔ نئے نئے مقامات پر رابطہ کرنا اور دروسِ قرآن کا اہتمام کرنا اُن کا خاص شوق تھا۔

رفقاء سے رابطے کرنا اور اُن کی خیریت معلوم کرنا اُن کے دکھ درد میں شریک ہونا آپ کا خاص وصف تھا۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ عاجزی وانکساری کا وافر حصہ اللہ نے آپ کو عطا کیا تھا۔ کبھی کسی کا دل توڑنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ ہر ساتھی کا دل بڑھانے کی کوشش کرتے تھے۔ معتمد مقرر ہونے کے بعد جو بھی کام اُن کے ذمے لگایا گیا' اُنہوں نے ہر حال میں اُسے مکمل کرنے کی کوشش کی۔ حالیہ قیامت خیز زلزلہ آیا تو محترم عبدالغفور صاحب روزہ میں ہونے کے باوجود رات دن کام کرتے رہے۔

آپ کی وفات سے حلقہ پنجاب شمالی ایک مخلص' ہمدرد' ایثار پیشہ اور منکسر المزاج ساتھی سے محروم ہو گیا ہے۔ بے شک موت ایک حقیقت ہے' جس سے کسی کو انکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور آپ نے دعوت دین کی جو درخشاں مثال قائم کی ہے' اُسے ہمیں بھی اختیار کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

اعلان

قارئین نوٹ فرمالیں کہ ہفت روزہ ''**ندائے خلافت**'' کا آنے والا شمارہ ''**خواتین نمبر**'' ہوگا' جس کی ترتیب و تدوین اور تیاری میں عملہ شبانہ روز مصروف ہے۔ بنا بریں اس شمارہ سے پیشتر ندائے خلافت کا معمول کا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

کیا نبی اکرم ﷺ نے کسی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا؟

فوجی حکومت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟

پاکستان میں طاغوتی نظام قائم ہے' یہاں سے کسی دوسرے ملک منتقل ہونا کیسا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: کوئی فوجی طاقت کے زور پر حکومت پر قبضہ کرلے تو اس کے بارے میں اسلام کا موقف کیا ہے؟ (محمد نوید)

ج: جو شخص اپنی قوت کے بل بوتے پر حکومت پر قبضہ کر لے' فقہاء اسے متغلب کہتے ہیں۔ حکومت سازی کی آئیڈیل صورت تو یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کے باہمی مشورے سے وجود میں آئے' لیکن اگر صورتحال اس کے برعکس ہو' یعنی کوئی شخص بزور قوت اقتدار حاصل کر لے تو ایسے حکمران پر بھی شریعت کو نافذ کرنا فرض ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو حکومت پر اُس کے قبضہ کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا' ورنہ خلافت راشدہ کے بعد جو لوگ برسر اقتدار آئے' مسلمانوں کے مشورے سے تو نہیں آئے' اُن کے بارے میں یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اکثر و بیشتر متغلب ہی تھے۔

س: پاکستان میں کفر کا نظام چل رہا ہے اور ہم کافروں کے بالواسطہ غلام ہیں۔ ایسے حالات میں 14 اگست کو ہمیں آزادی کا جشن منانا چاہیے یا غلامی کا ماتم کرنا چاہیے؟ (محمد ناصر)

ج: آزادی ایک نعمت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ رہی بات جشن کی تو یاد رکھیے' دینی اعتبار سے ہمارے تہوار صرف دو ہیں: عید الفطر اور عید الاضحی۔ ان کے علاوہ دیگر سب تہوار ہماری ''ایجاد'' ہیں۔ پاکستان میں اسلام کا نفاذ نہ کر کے ہم نے آزادی کی ناقدری کی ہے۔ اس پر ہمیں اللہ سے استغفار کر کے عزم مصمم کرنا چاہیے کہ ہمارا جینا اور مرنا صرف اور صرف اسلام کے لیے ہوگا۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری طرف سے نعمت آزادی کا شکرانہ ہوگا' ورنہ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ آخرت میں جوابدہی بہت مشکل ہوگی۔

س: کیا قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے عربی گرامر سیکھنا ضروری ہے؟ (محمد ذکریا)

ج: قرآن پاک کے نزول سے قبل عربی زبان کی کوئی مرتب گرامر نہ تھی۔ عربی گرامر کا منبع و سرچشمہ درحقیقت قرآن کریم ہی ہے۔ عربی گرامر قرآنی اسالیب پر مرتب کی گئی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کام کا آغاز ابوالاسود الدولی نے حضرت علی ؓ کے کہنے پر فرمایا تھا۔ بہرحال کسی عبارت کو سمجھنے کے لیے اس زبان کی گرامر سے واقفیت ضروری ہے۔ لہٰذا ہمیں عربی زبان کو ضرور سیکھنا چاہیے۔

س: ایک آدمی سو دفعہ آیت الکرسی پڑھتا ہے' اُس کا کیا فائدہ و ثواب ہے؟ (سراج الدین)

ج: قرآن مجید کی ہر آیت پڑھنے کا ثواب ہے۔ سو دفعہ پڑھیں گے تو اسی حساب سے ہی ثواب ملے گا۔

س: پاکستان میں طاغوتی نظام قائم ہے۔ یہاں سے کسی دوسرے ملک منتقل ہونا شرعاً کیسا ہے؟ (ڈاکٹر سعید)

ج: اگرچہ پاکستان دارالسلام نہیں' تاہم دارالمسلمین ضرور ہے۔ اس لیے حقیقی ضرورت کے بغیر اسے چھوڑ کر دارالکفر میں نہیں جانا چاہیے۔ اگر آپ دارالکفر میں جائیں گے تو آپ کے بچے ایسے ماحول میں پلیں گے جہاں اسلام بالکل اجنبی ہوگا۔

س: تمام انبیاء کرام کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے نام کس کتاب میں ہیں؟ (عادل بٹ' سعودیہ)

ج: انبیاء کی تعداد کسی کتاب میں نہیں ہے' بلکہ بعض ضعیف روایات میں آتا ہے کہ اللہ کریم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے تھے' جن میں 313 اولوالعزم پیغمبر تھے۔ البتہ تورات میں 70 کے قریب انبیاء کے نام مل سکتے ہیں۔ باقی انبیاء کے ناموں کا باقاعدہ ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ اسی لیے بعض لوگوں نے رائے قائم کی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ گوتم بدھ بھی اللہ کے نبی یا رسول ہوں۔ اسی طرح بعض لوگوں کی رائے ہے کرشن جی مہاراج بھی نبی تھے' اس لیے کہ اگر اُن کی تعلیمات بگڑ گئی ہیں تو کیا حضرت مسیح ؑ کی تعلیمات بھی لوگوں نے بگاڑ نہیں لیں' یہاں تک کہ انہیں خدا کا بیٹا بنا دیا۔

دراصل دین شروع سے ایک ہی تھا۔ مگر اس کی شاخیں دور دور تک پھیل گئیں اور بعض شاخوں سے پھر وہ روٹس نکلیں جنہوں نے نیچے اتر کر علیحدہ درختوں کی شکل اختیار کر لی کہ ع پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی۔ بہرحال قرآن کریم میں صراحت سے جو بات مذکور ہے وہ یہ ہے ہم نے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ہادی بھیجا ہے' اور کوئی بستی ایسی نہیں جس میں ہم نے خبردار کرنے والا نہ بھیجا ہو۔

س: ہر ملک کے سربراہ کا نائب مقرر ہوتا ہے تاکہ اس کے انتقال کے بعد وہ سربراہ بنے۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا کوئی نائب مقرر کیا تھا؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ (قدیر احمد)

ج: مختلف مواقع پر آپؐ نے مختلف صحابہ کو اپنا نائب مقرر کیا مثلاً غزوۂ تبوک کے موقع پر آپؐ نے حضرت علی ؓ کو نائب مقرر کیا جس پر انہوں نے شکایت کی کہ حضور ﷺ آپؐ مجھے عورتوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی ؓ! کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ میرے ساتھ تمہارا وہی معاملہ ہو جو موسیٰ ؑ کے ساتھ ہارون ؑ کا تھا۔ حضرت موسیٰ ؑ کو اللہ نے کوہ طور پر طلب کیا تو انہوں نے ہارون ؑ کو نائب بنایا تھا۔

یہ تو آپؐ کی نیابت تھی جب آپؐ دنیا میں موجود رہے' لیکن آپؐ نے اپنے انتقال کے بعد کے زمانے کے لیے کسی کو اپنا نائب مقرر نہیں کیا۔ اس کی حکمت غالباً یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی وجہ سے مسلمانوں کی جماعت اتنی میچور ہو چکی تھی اور اس کی سوچ اتنی پختہ ہو چکی تھی کہ اُس کے افراد اپنی قیادت کے لیے مناسب ترین شخص کا انتخاب کر سکتے تھے۔ اگر حضور اکرم ﷺ اپنا نائب مقرر فرما جاتے تو امت کی یہ صلاحیت کبھی سامنے نہ آ سکتی تھی۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

جلال طالبانی صدر منتخب

پچھلے دنوں عراق میں چار ماہ سے جاری سیاسی ڈیڈلاک اختتام کو پہنچا' جب عراقی پارلیمنٹ نے کرد رہنما جلال طالبانی کو ملک کا دوبارہ صدر منتخب کر لیا۔ موصوف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ کسی عرب ملک کا باقاعدہ صدر بننے والے پہلے غیر عرب ہیں۔ صدر منتخب ہوتے ہی طالبانی نے شیعہ رہنما جواد المالکی کو نئی حکومت بنانے کا کام سونپ دیا۔

جواد المالکی نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ''اب ہم سب مل جل کر ایسا خاندان تشکیل دیں گے جس کی بنیادیں نسلی پس منظر پر استوار نہیں ہوں گی۔'' انہوں نے اس امید کا اعادہ کیا ہے کہ وہ شیعہ' سنی اور کرد رہنماؤں کو ملا کر متحدہ حکومت بنانے اور پھر چلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

عراقی پارلیمنٹ نے اسپیکر کی حیثیت سے سنی رہنما محمود المشاہدانی کا انتخاب کیا ہے۔ موصوف صدام حسین کی فوج میں ڈاکٹر تھے اور غیر قانونی اسلامی تنظیموں میں شمولیت کے باعث قید بھگت چکے ہیں۔ کرد رہنما عارف تیفور اور شیعہ رہنما شیخ خالد العطیہ ان کے نائب قرار پائے۔ پارلیمنٹ نے دو نائب صدور کا بھی انتخاب کیا۔ ان میں عدیل مہدی شیعہ جبکہ طارق الہاشمی سنی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

دعا ہے کہ عراق میں جاری خانہ جنگی جیسی حالت اختتام کو پہنچے اور وہاں امن وامان قائم ہو اور اُسے امریکی استعمار کے شکنجے سے آزادی نصیب ہو۔

گیس کا معاہدہ ہو گیا

اخباری اطلاعات کے مطابق بھارت' ایران اور پاکستان گیس کی فراہمی کے سلسلے میں ہونے والے معاہدے کی تکمیل تک پہنچ گئے ہیں۔ امریکا اس معاہدے کا شدید مخالف ہے اور اس نے پاکستان کو یہاں تک پیش کش کی ہے کہ وہ مستقبل میں اس کی توانائی کی ضروریات پوری کر سکتا ہے مگر پاکستانیوں کا کہنا ہے کہ اس منصوبے سے پاکستان میں خوشحالی آئے گی اور بھارت سے تعلقات بہتر بنانے میں مدد ملے گی جو عرصہ دراز سے خراب چلے آ رہے ہیں۔

ایران میں گیس کے ذخائر دنیا میں دوسرے بڑے ذخائر شمار کیے جاتے ہیں۔ بھارت چاہتا ہے کہ بذریعہ پاکستان پائپ لائن کے ذریعے یہ گیس اس تک پہنچ جائے۔ یہ منصوبہ 7 ارب ڈالر کی لاگت سے مکمل ہو گا۔ اس طرح اگلے 25 برس تک پاکستان اور بھارت کو روزانہ 150 ملین کیوبک فٹ گیس ملتی رہے گی۔

گیس معاہدے کے سلسلے میں پاکستانی صدر جنرل پرویز مشرف اور ایرانی صدر احمدی نژاد کے درمیان ٹیلی فونی گفتگو بھی ہوئی ہے۔ آثار بتلا رہے ہیں کہ امریکا کے شدید دباؤ کے باوجود یہ منصوبہ تکمیل کو پہنچے گا' ان شاء اللہ!

حماس کی کارکردگی

جس کا خطرہ تھا' آخر وہی ہوا۔ فلسطین اتھارٹی میں حماس کی حکومت اور فلسطینی صدر محمود عباس کے مابین اختلافات کا آغاز ہو گیا ہے۔ ان کا آغاز تب ہوا جب حماس حکومت نے ایک نئی مسلح تنظیم بنا کر اس کا سربراہ ایسے شخص کو بنانا چاہا جسے انتہا پسند سمجھا جاتا ہے۔ نتیجتاً محمود عباس نے اس فیصلے کو ویٹو کر دیا۔

فلسطین اتھارٹی سے حماس اور الفتح کے کارکنوں کے مابین جھگڑوں کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔ اگر یہ اختلاف بڑھتے چلے گئے تو عراق کی طرح فلسطین میں بھی خانہ جنگی شروع ہو سکتی ہے۔ فریقین کو چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل ودماغ سے معاملات پر غور کریں اور ایک دوسرے سے نہ الجھیں اور اپنے دشمن پر نگاہ رکھیں۔

ایران کا ایٹمی منصوبہ

بین الاقوامی ایٹمی توانائی کمیشن کے سربراہ' محمود البرادعی نے 28 اپریل سے قبل ایران کے یورینیم افزدگی کے بارے میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے۔ موصوف ایران کا دورہ کر چکے ہیں' مگر لگتا ہے کہ انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ یورینیم کی افزدگی سے ایسا یورینیم تیار ہوتا ہے جس سے ایٹمی بجلی گھر میں بجلی بنتی ہے لیکن اس سے ایٹم بم بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔

پچھلے ماہ سلامتی کونسل نے ایران کو تیس دن کی مہلت دی تھی کہ وہ اس عرصے میں یورینیم کی افزدگی بند کر دے لیکن ایرانی حکومت نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ امریکا اور برطانیہ اب چاہتے ہیں کہ ایران پر نہ صرف معاشی پابندیاں عائد کی جائیں بلکہ اس پر حملہ بھی کیا جائے۔ تاہم روس اور چین دونوں اس کی مخالفت کر رہے ہیں' خاص طور پر روس' کیونکہ اسی کے تعاون سے ایرانی ایٹمی ری ایکٹر بنا رہے ہیں۔

عراق میں ہتھیار نہیں

امریکا کی خفیہ ایجنسی' سی آئی اے کے ریٹائرڈ اہل کار' ٹیلر ڈرم ہیلر نے ایک انٹرویو میں انکشاف کیا ہے کہ صدر بش کو بتا دیا گیا تھا کہ عراق میں ''وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار'' موجود نہیں ہیں لیکن اس اطلاع پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ الٹا یہ کہا گیا کہ اب اس قسم کی اطلاعات کی ضرورت نہیں کیونکہ عراق پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر لی گئی ہیں۔

اس انکشاف سے ثابت ہو گیا ہے کہ امریکی حکومت کسی الزام کے بغیر ہی کارروائی کرنا چاہتی تھی اور اس نے عراق پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

افغان خود کو رجسٹر کروائیں

حکومت پاکستان نے ملک میں آباد تمام افغان مہاجرین کو ہدایت دی ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین سے اپنی رجسٹریشن کروالیں تاکہ آئندہ انہیں اپنے حقوق مل سکیں۔ تازہ اعداد وشمار کے مطابق پاکستان سے تقریباً چالیس لاکھ افغان مہاجرین واپس افغانستان جا چکے ہیں جبکہ اب بھی چھبیس لاکھ یہاں رہائش پذیر ہیں۔ حکومت پاکستان نے انہیں انتباہ کیا ہے کہ جس افغان مہاجر نے رجسٹریشن نہ کروائی اُسے غیر قانونی سمجھا جائے گا۔

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ' ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ElisaMethod کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل ریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB

النصر لیب :950۔بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون 5162185-5163924 موبائل 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website:

بقیہ: اداریہ

اور ہندوانہ ثقافت کو خوش آمدید کہنے میں پیش پیش ہیں، لیکن اسوۂ رسول ﷺ کو اپنانے، احکامِ شریعت پر عمل کرنے اور اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے کے لیے ہرگز آمادہ اور تیار نہیں۔ ہمارے انہی قومی جرائم کی سزا آج ہم پر مسلط ہے۔ جس کے مظاہر قتل و غارت گری، بدامنی، ہوشربا مہنگائی، ظلم و جبر، بے انصافی، سیاسی حقوق سے محرومی، بدترین ریاستی جبر، افلاس، بے روزگاری، افراط زر، کرپشن، شعائر اسلامی کی بے حرمتی، دینی و اخلاقی اقدار کی پامالی، ملکی آزادی و خود مختاری سے محرومی، شمالی وزیرستان، وانا اور بلوچستان میں خانہ جنگی کی سی کیفیت کشمیر پالیسی اور خارجہ پالیسی کی ناکامی، ملکی امور میں امریکہ کی بڑھتی ہوئی مداخلت کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ان تمام مسائل کا حل ع ''علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی'' کے مصداق ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم بحیثیت امتی اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے خود بھی پورے کے پورے دین میں داخل ہو جائیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ اس ''دینِ حق'' کو پاکستان میں قائم و غالب کرنے کے لیے اجتماعی طور پر بھی سرگرم عمل ہو جائیں۔ یعنی اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے اور تمام ریاستی و حکومتی معاملات کو قرآن و سنت کے تابع کرنے، بالفاظِ دیگر خلافت راشدہ کا نظام قائم کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو اللہ کی رحمت و نصرت ہمارے شاملِ حال ہو جائے گی اور یہ ملکِ خداداد پاکستان جو گزشتہ نصف صدی سے مسلسل بحرانی کیفیت سے دوچار ہے اور اب امریکہ جیسی طاغوتی قوت کی غلامی کے شکنجے میں ہے، دینِ حق کی برکت سے حقیقی آزادی و خوشحالی کی دولت سے مالا مال اور امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گا اور ''اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ'' کا وعدۂ الٰہی ہمارے حق میں پورا ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پیغمبر انقلاب ﷺ

مرسلہ: سعید اظہر

جو اندھیرے میں بن کر چراغ سحر
دکھ کے مارے ہوئے آدمی کے لیے
ساتھ اپنے لیے نسخۂ کیمیا
ایک منشور رشد و ہدایات کا
نام جس کا کہ فرقان و قرآن ہے
لیکن افسوس ایمان رکھتے نہیں
اور پڑھتے بھی ہیں تو سمجھتے نہیں
یہ ہی ام الکتب، مصحف آخریں
لے کے اسلام کا انقلابی نظام
آئے خیر البشر آئے خیر الانام
دیا حکم آ کر غریبو! اٹھو
اے کسانو! اٹھو، گلہ بانو اٹھو!
پاک کر دو بتوں سے زمین حرم
امتیازات نسل و زبان و وطن
توڑ کر اپنے وہم وگماں کے صنم
اے حقیرو اٹھو! اے فقیرو! اٹھو
جتنے جبار ہیں، جتنے قہار ہیں
دشمن آدمیت پہ سب برملا
اور برپا کرو تم سمجھ کر ثواب
قوم کے اے اہل زر دوستو!
یعنی حکام و تجار و جاگیر دار
اس سے بہتر نہیں بات کا اختتام
تم بھی سب کی طرح ایک انسان ہو
فرق رکھو فقط کفر و ایمان میں
کوئی گورا نہیں، کوئی کالا نہیں
برتری نسل، نے مال و دنیا کو ہے
اس لیے اے عزیزان عالی مقام
اور آقا نہیں بلکہ بن کے غلام

شہر مکہ کی گلیوں میں آئے نظر
زخم کھائی ہوئی زندگی کے لیے
ایک تریاق مرہم مجرب دوا
ایک دستور عدل و مساوات کا
جس کو کہتے ہیں سب جزو ایمان ہے
چوما چاٹی تو کرتے ہیں پڑھتے نہیں
اس کسوٹی پہ خود کو پرکھتے نہیں
دفتر علم و دانش متاع یقیں
آخری اور مکمل خدا کا پیام
آئے پیغمبرؐ انقلاب عوام
اے کنیزو! اٹھو، اے غلامو! اٹھو
مفلسو، بے کسو، ناتوانو اٹھو!
ختم کر دو فساد شعوب و امم
دامِ ابلیس اور حلقہ اہرمن
تم کو مالک ارض و سما کی قسم
ساتھیو! نوجوانو! بزرگو! اٹھو
جتنے بدکار ہیں لائق دار ہیں
بن کے ان کے لیے تم عذاب خدا
انقلاب انقلاب انقلاب
محترم مقتدر باثر دوستو!
اور شاہان ذی جاہ والا تبار
عرض کرتا ہوں چلوں پھر بصد احترام
اس پہ دعویٰ اگر ہے مسلمان ہو
ورنہ اسلام اور اہل قرآن میں
کوئی ادنیٰ نہیں، کوئی اعلیٰ نہیں!
یاں فضیلت فقط زہد و تقویٰ کو ہے
خود کو سمجھو فقط خادمانِ عوام
اس پہ بھیجو درود، اس پہ بھیجو سلام

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 16

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

By Chris Floyd

Dead Cities

Of all the war crimes that have flowed from the originating crime of President George W. Bush's unprovoked invasion of Iraq, perhaps the most flagrant was the destruction of Fallujah in November 2004. Now, as ignominious defeat looms for Bush's Babylonian folly, some of the key players in fomenting the war are urging that the "Fallujah Option" be applied to an even bigger target: Baghdad.

What these influential warmongers openly call for is the "pacification" of Baghdad: a brutal firestorm by U.S. forces, ravaging both Sunni insurgents and Shiite militias in a "horrific" operation that will inevitably lead to "skyrocketing body counts," as warhawk Reuel Marc Gerecht cheerfully wrote last week in the ever-bloodthirsty editorial pages of The Wall Street Journal. Gerecht's war whoop quickly ricocheted around the right-wing media echo chamber and gave public voice to the private counsels emanating from a group whose members now comprise the leadership of the U.S. government: The Project for the New American Century.

As oft noted here, PNAC was founded by Dick Cheney, Donald Rumsfeld, Paul Wolfowitz, Jeb Bush, Zalmay Khalilzad and the now-indicted Lewis Libby, among others. In September 2000, they publicly called for sending U.S. forces into Iraq -- even if Saddam Hussein was already gone -- as well as planting new bases in Central Asia, putting weapons in space, building new nukes and funding a vast militarization of American society. Being such savvy inside players and all, they recognized that this lunatic program would not be accepted by the American people -- unless, of course, the nation was struck by a "catalyzing event" like "a new Pearl Harbor." Who says dreams don't come true?

Gerecht, an ex-CIA man, is a senior fellow at PNAC. He was one of the many munchkins who laid the groundwork for the mass deception that led to the war by constantly undermining any CIA report that failed to conform to the warmongers' highly profitable fantasies of America's imminent destruction by the broken, toothless regime of Saddam Hussein. The intelligence services' many caveats about this bogus threat were placed directly on Bush's desk, as the National Journal reports, but the P-Nackers in the White House tossed them aside. They dreamed of war, and they got it. But the natives failed to play their part in the imperial masque macabre. As noted here last week, they have churlishly failed to show proper appreciation for being slaughtered, looted, tortured and controlled. Even the Shiites, hailed by the Bushists just a few weeks ago as salt-of-the-earth lovers of moderate democracy, are now denounced as hate-filled sectarians, even worse than the Sunni insurgents -- who are suddenly being courted by Bush's man in Baghdad, the P-Nacker Khalilzad, the BBC reports.

Not that the Shiite death squads -- backed by the U.S.-backed Iraqi government -- have been all bad, mind you. Sure, they've been kidnapping Sunni civilians, drilling holes in their skulls, beheading them and then dumping the corpses on city streets or burying them in schoolyards. But all of this been "healthy," says Gerecht, because it has made the Sunnis and Kurds fear "Shiite power." Or something. To be honest, Gerecht's column is filled with so many canards, delusions and logical inconsistencies that it often leaves the plane of rational discourse altogether. But its import is clear: By daring to defy Washington's edicts, the Shiites have gotten too big for their britches and must be brought to heel, along with the rest of the scum who are making the Dear Leader look bad back home.

You think that's a joke, but it's not. One of Gerecht's main reasons for "pacifying" Baghdad in a hydra-headed war on every ethnic faction is because "the U.S. media will never write many optimistic stories about Iraq if journalists fear going outside" the city's fortified Green Zone. There you have the Bushist vision in a nutshell. The war is not actually happening in the real world, where real people are dying by the tens of thousands; no, it's really being fought on the monitors of Fox News, CNN and NBC, in the flimsy pages of The New York Times and The Washington Post, and on the overheated airwaves of talk radio.

Baghdad must be pacified -- like Grozny, like Guernica -- so that Americans can see a few more peppy stories on the tube on their way to the ballgame or the mall.

The fate of Fallujah provides a template of the grim fate awaiting Baghdad if Gerecht and the government P-Nackers have their way. Fallujah was encircled in a ring of iron; water, electricity and food supplies were cut off, a flagrant war crime. The city was bombed for eight weeks, then hit by an all-out ground attack with both conventional and chemical weapons -- white phosphorous and napalm -- that killed thousands of civilians and left more than 200,000 homeless. Among the first targets were Fallujah's hospitals and clinics, another flagrant war crime. Some were destroyed, killing doctors and patients alike, others seized and closed, all in order to prevent any stories about civilian casualties from reaching the Western media, the Pentagon's "information warfare" specialists told The New York Times.

Once again, manufactured image trumped bloodstained reality. Perhaps this cup will pass from Baghdad. Perhaps Bush and his P-Nackers will instead move forward with their frenzied plans for a nuclear strike on Iran, as The New Yorker reported last week. But Gerecht's article is a perfect snapshot of the depraved minds that now rule America. Somewhere, somehow -- and soon -- another city is going to die.

Courtesy: daily "The MoscowTimes"